بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۰ | شہادت ۱۳۵۳ھش | شمارہ ۶

اپریل ۱۹۷۴ء

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

فہرست

پبلشر :- محمد شفیق قیصر : مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
پرنٹر :- سید عبدالحی شاہ ایم اے
مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی - ربوہ
ـــ سالانہ چندہ ـــ
سات روپے
قیمت فی پرچہ ـــ ستر پیسے

نوجوان — خدمتِ دین کے لئے آگے آئیں!

حضرت المصلح الموعودؓ کا نوجوانوں سے خطاب

اپنے گھروں کو خدا تعالیٰ کی برکتوں سے بھر لو!

مَیں نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایّام میں جب کام شروع کیا تھا تو میرے ساتھ صرف چند ہی نوجوان رہ گئے تھے اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو قابل اور ہوشیار سمجھتے تھے سب لاہور چلے گئے تھے اور ہمارے متعلق خیال کرتے تھے کہ یہ کم علم اور ناتجربہ کار لوگ ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ وہی لوگ جن کو وہ ناتجربہ کار سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہی سے ایسا کام لیا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ اُس وقت میری عمر چھبیس سال تھی۔ میاں بشیر احمد صاحب کی عمر اکیس ساڑھے اکیس سال کی تھی۔ اسی طرح ہمارے سارے آدمی بیس اور تیس سال کے درمیان تھے۔ مگر ہم سب نے کوشش کی اور محنت سے کام کیا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے جماعت کے کام کو سنبھال لیا۔ اسی طرح اب بھی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کا تہیّہ کر لیں اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں۔ اگر کسی نے صرف بی۔ اے یا ایم۔ اے کر لیا اور دینی تعلیم سے کورا رہا تو ہمیں اس کی دنیوی تعلیم کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

غیر مبائعین سے الگ ہونے کے بعد میرے ساتھ جتنے نوجوان رہ گئے تھے وہ کالجوں میں بھی پڑھتے تھے مگر وقت نکال کر دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور صوفی غلام محمد صاحب اپنے پرائیویٹ اوقات میں دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایم۔ اے اور بی۔ اے بھی کر لیا اور دینی تعلیم بھی مکمل کر لی۔ میں سمجھتا ہوں اگر اب بھی ہم پوری طرح اِس طرف توجہ دیں تو چند سال کے بعد ہی ہمیں ایسے مخلص نوجوان ملنے شروع ہو جائیں گے جو انجمن اور تحریک کے کاموں کو سنبھال سکیں گے۔

پس سلسلہ کی ضروریات اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کرو اور اپنے حوصلوں کو بلند کرو۔ اگر انسان کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے حوصلہ کو گرا دے اور سمجھے کہ مَیں کچھ نہیں کر سکتا تو یہ اس کی غلطی ہوتی ہے۔ ایک انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ دنیا کو ہلا سکے لیکن وہ ہلانے کا ارادہ تو کر سکتا ہے۔ اگر تم اپنے

حوصلوں کو بلند کرو گے اور سستی اور غفلت کو چھوڑ کر اپنے اندر چستی پیدا کرو گے تو تھوڑے عرصہ میں ہی تم میں سے کئی نوجوان ایسے نکلیں گے جو پہلوں کی جگہ لے سکیں گے۔ میں نے تحریک جدید میں نوجوانوں کو لگا کر دیکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ بلکہ شروع میں میں جن کے متعلق سمجھتا تھا کہ ممکن ہے وہ اس کام کے اہل ثابت نہ ہو سکیں انہوں نے بھی جب محنت کی تو اپنے کام کو سنبھال لیا اور اب وہ خوب کام کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے اندر عزم تھا اور انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر ممکن کوشش کے ساتھ دین کی خدمت کریں گے۔ آئندہ بھی ہماری جماعت کے نوجوانوں کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہمیں اب سلسلہ کی ضروریات کے لئے بہت سے نئے آدمیوں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

اس وقت ہمیں ایسے نوجوان درکار ہیں جن کو ہم انگلستان، امریکہ اور دوسرے یورپین ممالک میں بھیج سکیں۔ اسی طرح افریقہ وغیرہ کے لئے ہمیں سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اُن کی جگہ نئے آدمی بھیجنے اور اُنہیں واپس بلانے کے لئے ہمیں اور آدمیوں کی ضرورت ہوگی اور یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا چلا جائے گا۔

پس نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ خدمتِ دین کے لئے آگے آئیں اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں میں بھی وقف کی تحریک کو مضبوط کریں۔ ہمارے کاموں نے بہرحال بڑھنا ہے لیکن انہیں تکمیل تک اسی صورت میں پہنچایا جا سکتا ہے جب زیادہ سے زیادہ نوجوان خدمتِ دین کے لئے آگے آئیں۔

(مشعلِ راہ صفحہ ۲۹۳-۲۹۴)

قراردادِ تعزیت

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اپنے ہنگامی اجلاس میں محترم ملک عبداللطیف صاحب کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور فدائیت کا تعلق رکھتے تھے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمتوں اور فضلوں سے جنّت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ اَللّٰھُمَّ آمین

(ممبرانِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اسلام کے قدیم مسوّدات

سوویت ازبکستان کے دارالحکومت تاشقند کے تحقیقاتی ادارے اور اعلیٰ تعلیمی ادارے، یہاں کی لائبریریاں اور میوزیم جہاں ہزاروں کی تعداد میں قدیم کتابیں اور مسودات رکھے ہیں، قدیم مشرقی ثقافت کا مطالعہ کرنے والے عالموں کو لامحدود مواقع فراہم کرتے ہیں۔

سوویت سوشلسٹ جمہوریہ ازبکستان کی اکیڈمی آف سائنسز کے ادارہ علوم شرقیہ میں بھی بیش قیمت مسودات رکھے ہوئے ہیں

جیسا کہ سب جانتے ہیں، ماضی میں ہر خان اور امیر کے پاس کاتب ملازم ہوا کرتے تھے جن کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ کاتب ایک دن میں صرف دو سطریں لکھا کرتے تھے جس کے بعد انہیں آرام کرنے دیا جاتا تھا تاکہ اُن کا ہاتھ کانپنے نہ لگے۔ ایسی ہی ایک کتاب جو عظیم نوائی کے اشعار پر مشتمل ہے، ادارہ علوم شرقیہ کی لائبریری میں رکھی ہے۔ اس کتاب کی ایک ایک سطر کمال کا نمونہ ہے۔ اس کتاب کی نفیس تحریر انڈین انک (ایک قسم کی روشنائی) سے لکھی گئی ہے جسے چاول کو جلا کر بنایا جاتا تھا۔ آج بھی اس کی خصوصی چمک باقی ہے اور دیوان پر جو نقش و نگار بنائے گئے ہیں وہ بے حد خوبصورت ہیں اور اُن کے رنگ ابھی تک تازہ لگتے ہیں۔

وسط ایشیا اور کزاخستان کے مسلم بورڈ کی لائبریری میں پچیس ہزار مسودات اور چھپی ہوئی کتابیں رکھی ہیں جو صدیوں پہلے وجود میں آئی تھیں۔ اس لائبریری کو اپنے قرآن شریف کے نسخوں کے ذخیرے پر فخر ہے۔ یہاں قرآن شریف کا ایک نسخہ رکھا ہے جس کی کتابت ۶۶۵ھ (تیرھویں صدی عیسوی) میں اسمٰعیل مبارک نے کی تھی جو اپنے وقت کے مشہور کاتب تھے۔ بڑے سائز کا قرآن شریف کا یہ نسخہ اپنے بین السطور کلاسیکی فارسی ترجمے کے لئے مشہور ہے اور اس ترجمے کو قرآن شریف کا قدیم ترین ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔

"کشاف" نامی مسودہ سارے عالمِ اسلام میں مشہور ہے۔ یہ قرآن شریف کی تفسیر ہے جو عالمِ دین علامہ زمخشری کی کاوشِ قلم کا نتیجہ ہے۔ اس لائبریری میں "کشاف" کا ایک قدیم ترین نسخہ موجود ہے جو ۶۹۴ھ میں اصل سے نقل کیا گیا تھا۔ قرآن کی ایک اور گرانقدر تفسیر "بحر المواج" ہے جو قاضی محی الدین ہندوستانی کی تصنیف ہے جن کا انتقال ۸۴۸ھ میں ہوا۔ مندرجہ بالا نسخے اور دیگر بہت سے مسودات کے نسخے نہ صرف اپنے متن کی بناء پر گہرا تاثر قائم کرتے ہیں، بلکہ جس روشنائی سے انہیں تحریر کیا گیا ہے وہ۔۔

بھی حیرت انگیز ہے۔ قرن ہا قرن گزرنے کے باوجود بھی اس کی اصلی تازگی آج تک باقی ہے۔

حضرت عثمانؓ کے قرآن پاک کے مشہور و معروف نسخے کی فوٹو کاپیاں بھی لائبریری میں موجود ہیں۔ قرآن شریف کا یہ نسخہ خطِ کوفی میں ہے جو خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے عہدِ حکومت میں تحریر کیا گیا تھا۔ اصل نسخے کو تاشقند میں ایک خصوصی الماری میں رکھا گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کا قرآن شریف کا یہ نسخہ عربی رسم الخط کا ایک نادر نمونہ ہے۔ یہ بارہ سو سال سے زیادہ پرانا ہے۔

پہلی صدی ہجری کی چھٹی دہائی میں (۶۵۱ء) جدید قرآن شریف کا پہلا باضابطہ نسخہ بڑے خط میں تحریر کیا گیا۔ اصل نسخے کی تین نقول دمشق، کوفہ اور بصرہ بھیجی گئیں، جبکہ اصل نسخہ مدینہ میں خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کے پاس محفوظ رہا۔

مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ (۱۳۰۴ء-۱۳۷۷ء) نے لکھا ہے کہ عراق میں انہوں نے حضرت عثمانؓ کے قرآن مجید کے نسخے کی دو نقول دیکھی تھیں، ایک تو دمشق میں اور دوسری بصرہ میں حضرت علیؓ کی مسجد میں جس پر خون کے چھینٹے تھے۔ ان میں پہلا نسخہ تو دمشق میں آگ میں جل گیا جبکہ دوسرے نسخے کو تیمور بصرہ سے سمرقند لے آیا جہاں وہ تقریباً چار سو سال تک رکھا رہا۔ جب وسط ایشیا کا علاقہ روس کی سلطنت میں شامل ہو گیا تو بادشاہی کے افسروں نے اس نسخے کو خرید لیا اور اسے سینٹ پیٹرزبرگ کی امپیریل پبلک لائبریری میں بھیج دیا گیا۔ انقلاب اکتوبر کے بعد ایک خصوصی فرمان کے تحت اس نادر مسودے کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۱۷ء سے لے کر جولائی ۱۹۲۳ء تک قرآن پاک کے اس نسخہ کو اوفا میں اور ۱۹۲۳ء کے بعد سے تاشقند میں محفوظ رکھا گیا۔

اس الماری کو جس میں حضرت عثمانؓ کے قرآن شریف کا یہ نسخہ محفوظ ہے، بہت ہی کم کھولا جاتا ہے۔ اس منفرد نسخے کو محفوظ رکھنے کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ چند سال پہلے غیر ملکی مہمانوں کے لئے جن کا تعلق اہل اسلام کے ایک وفد سے تھا اس الماری کو کھولا گیا تاکہ وہ اس بیش قیمت نسخے کی زیارت کر سکیں۔

غیر ممالک سے سینکڑوں مہمان، سیاح اور عالم مشرق کی بیش قیمت ثقافتی یادگاروں کو دیکھنے کے لئے تاشقند آتے ہیں۔

(طلوع - جنوری ۱۹۷۴ء)

ماہنامہ خالد مارچ ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں "چاند گھڑی" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے وہ شاہد مسعود بٹ (حلقہ گوالمنڈی) دریا آباد راولپنڈی چھاؤنی کا لکھا ہوا ہے۔ ان کا نام مضمون پر چھپنے سے رہ گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

محمد شفیق قیصر

مصحفِ عثمانی رض

مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں جو عظیم الشان کتب خانے قائم کئے ان کی مختصر سی جھلک فروری ۷۴ء کے شمارہ میں پیش کی گئی ہے۔

یہ نادر و ثانی کتب خانے زمانہ کی دست برد سے نہ بچ سکے اور رفتہ رفتہ نیست و نابود ہو گئے لیکن آج بھی ان کی شان یہ ہے کہ ان کے ذکر کے بغیر دُنیا کے کتب خانوں کی تاریخ مکمل ہی نہیں ہو سکتی۔

کہا جاتا ہے کہ کتابوں کے چار دشمن ہیں آگ، پانی، کیڑے اور انسان۔ اور انسان سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس نے اسلامی کتب خانوں کے قیمتی ذخیرے جس بے دردی سے آگ اور پانی کی نذر کر دیئے اس کی داستان انتہائی المناک ہے۔ ان کتب خانوں کے نوادرات اِدھر اُدھر بکھر گئے اور جو کتابیں زمانہ کی دست برد سے محفوظ رہ گئیں وہ اس طرح منتشر ہو گئیں جس طرح مالا کے ٹوٹ جانے سے اس کے دانے بکھر جاتے ہیں۔

اس وقت ایک ایسے ہی نادرِ روزگار نسخہ کا ذکر کیا جاتا ہے جس کی نقلیں دنیا کے سارے قرآن ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مصحف عثمان رض کا اصل نسخہ ہے۔ اسے حضرت عثمان رض اپنی شہادت کے وقت تلاوت کر رہے تھے۔ اُن کے خون کے دھبے اس پر آج تک موجود ہیں۔ یہ نادر و نایاب نسخۂ قرآن مدینہ سے نکلنے کے بعد سینکڑوں برس تک دنیا کے مختلف علاقوں میں گردش کرتا رہا اور آجکل تاشقند کے عجائب گھر میں موجود ہے اس کی تفصیل "صدق جدید" لکھنؤ میں شائع ہوئی ہے :۔

"یہ قرآن ۵۲ × ۶۸ سنٹی میٹر کے ۳۵۳ صفحات پر لکھا ہوا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مکمل ہے۔ قرآن کریم کا رائج نسخہ اسی بنیاد پر تیار ہوا ہے۔ نہایت نفیس اور جلی قلم سے خطِ کوفی میں بیان کی گئی ہے۔ خون کے دھبے اب تک موجود ہیں۔ صفحات کا رنگ ایک طرف سے ہلکا زرد اور دوسری طرف سے سفید ہے کیونکہ تحریر کے لئے ہرن کی کھال کا نہایت موٹا چمڑا استعمال کیا گیا ہے۔ میوزیم کی ڈائریکٹر ... ایک خاتون نفیسہ شادق ہیں انہوں نے بتایا کہ صفحات اور خون کے دھبوں کے کیمیاوی امتحان (Chemical Test) سے اس کی قدامت کا صحیح اندازہ کیا گیا ہے۔ اس نسخہ کے علاوہ خطِ کوفی میں ایسے ہی تین اور نسخے تھے لیکن اب وہ نایاب ہیں صرف چند صفحات

برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہیں میوزیم کی ڈائریکٹر کے بیان کے مطابق مصحف عثمانی چودھویں پندرھویں صدی عیسوی تک سلاطین ترکی کے قبضہ میں تھا قسطنطنیہ سے تیمور لنگ اس کو سمرقند لے آیا۔ ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ سمرقند میں ایک شخص خواجہ احرار تھے ان کے کچھ مرید مکہ معظمہ سے واپس آ رہے تھے قسطنطنیہ کے دوران قیام میں ایک مرید نے وہاں کے ایک پاشا کو بیماری سے اچھا کیا۔ صحتیاب ہونے کے بعد پاشا نے جب اس کو منہ مانگا انعام دینا چاہا تو اس مرید نے "مصحف عثمانی" مانگ لیا جو پاشا کے پاس تھا۔ پاشا نے تامل کیا لیکن اس کے ساتھیوں نے رائے دی کہ وعدہ خلافی ٹھیک نہیں ہے آپ تین دن کے لئے مصحف اس شخص کو دے دیجئے اور تین دن کے بعد اس کو کچھ اچھی رقم دے کر واپس لے لیجئے گا۔ لیکن وہ مرید زیادہ چالاک نکلا، مصحفِ عثمان کے ہاتھ آتے ہی وہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوگیا۔ تین دن بعد اس کی تلاش کی گئی تو معلوم ہوا کہ سمرقند جا چکا ہے انیسویں صدی کے وسط میں جب ترکستان کے علاقے روسی سلطنت میں شامل کر لئے گئے تو ۱۸۶۲ء میں اس علاقے کے روسی گورنر کی نظر خواجہ احرار کی مسجد میں مصحف عثمانی پر پڑ گئی۔ اس نے مسجد کے لئے سو روبل دیئے اور مصحفِ عثمانی کو سینٹ پیٹرس برگ کے کتب خانے میں بھیج دیا۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کے فوراً بعد لینن نے اس کو شرقی اقوام کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا اس طرح یہ نسخہ لینن گراڈ سے پہلے تاتاریہ کے علاقہ میں آیا اور پھر وہاں سے تاشقند کی انقلابی سوویٹ کے پاس پہنچا اور اب ازبکستان کی راجدھانی تاشقند کے تاریخی میوزیم میں محفوظ ہے۔"

(صدق جدید ۸ر ستمبر ۱۹۶۱ء)

الوداع

(۱) مکرم شیخ عبد الماجد صاحب قائد علاقہ سکھر جنہوں نے بطور قائد ضلع جیکب آباد اور قائد علاقہ سکھر کئی سال بڑی جانفشانی اور محنت سے مجلس خدام الاحمدیہ کا کام کیا ہے اس سال کے شروع سے مجلس انصار اللہ میں شامل ہو گئے ہیں

(۲) اسی طرح مکرم محمود احمد صاحب شمس قائد ضلع جہلم جنہوں نے کئی سال تک قیادت جہلم کا کام بہت خلوص اور محبت سے کیا ہے۔ اس سال کے شروع سے مجلس انصار اللہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بھائیوں کو سابقہ خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے اور آئندہ بھی خدمت کے بے شمار مواقع عطا فرمائے آمین ؛

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم عبدالمجید چوہدری صاحب ایم ایس سی ایم اے ٹی ایس ٹی - لاہور

مخالفینِ انبیاء علیہم السلام کا طرزِ فکر

(۲)

(۳) مطالبات

یہ مذہبی اجارہ دار" اور سیاسی رہنما جب اپنے مضبوط اور گہری سوچ بچار کے بعد بنائے ہوئے منصوبوں میں مایوسی کا سامنا کرتے ہیں۔ اپنی ساکھ ختم ہوتی دیکھتے ہیں اور اپنا وقار مٹی میں ملتا ہوا پاتے ہیں اور اپنی ایجاد کردہ غلط، نامعقول اور بے حقیقت مذہبی اصطلاحات تشریحات اور تفاسیر کو بے اثر ہوتا محسوس کرتے ہیں اور تمام تر کوششوں کے باوجود انبیاء کی پرعظمت اور بلند پایہ تعلیم پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکنے میں ناکام ہوتے ہیں تو عجیب و غریب مطالبات کرنا شروع کر دیتے ہیں جو قانونِ قدرت فطرت کے منافی ہوتے ہیں اور ان کا پورا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ میں نے دورانِ مطالعہ قرآن کریم جن مطالبات کو نوٹ کیا ہے وہ یہ ہیں:-

۱- خدا تعالیٰ کو ظاہری شکل میں دیکھنے کا مطالبہ

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۵۶)

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے جب تک ہم اللہ کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں، اس پر تمہیں ایک مہلک عذاب نے پکڑ لیا اور تم (اپنی آنکھوں سے اپنے فعل کا انجام) دیکھ رہے تھے۔

۲- آسمان سے کتاب اتارنے کا مطالبہ

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ - الخ (النساء آیت ۱۵۴)

ترجمہ:- اہل کتاب تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ان پر آسمان سے ایک کتاب نازل کرے۔

۳- کھانا لانے کا مطالبہ

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ

رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

(المائدہ آیت ۱۱۳-۱۱۴)

ترجمہ۔ اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تیرے رب میں طاقت ہے کہ ہمارے لئے آسمان سے (کھانوں سے بھرا ہوا) ایک خوان اتارے (اس پر مسیح نے کہا کہ اگر تم (سچے) مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ انہوں نے (یعنی حواریوں نے) کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس (مائدہ) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں (کہ ہمارا خدا قادر ہے) اور ہمیں یقین ہو جائے کہ تو نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم اس کے بارے میں گواہی دینے کے قابل ہو جائیں۔

۴۔ متفرق مطالبات

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل: ۹۱-۹۵)

ترجمہ۔ اور انہوں نے (یہ بھی) کہا ہے کہ ہم ہرگز تیری (کوئی) بات نہیں مانیں گے جب تک (ایسا نہ ہو کہ) تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کرے یا تیرا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور تو اس کے اندر خوب (کثرت سے) نہریں جاری کرے۔ یا جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرائے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے آمنے سامنے لا کھڑا کرے۔ یا تیرا سونے کا کوئی

گھر ہو یا تُو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تُو اوپر جا کر ہم پر کوئی کتاب (نہ) اُتارے جسے ہم (خود) پڑھیں۔ تُو (انہیں) کہہ (کہ) میرا رب (ایسی بیہودہ باتوں کے اختیار کرنے سے) پاک ہے میں (تو) صرف بشر رسول ہوں (آسمان پر نہیں جا سکتا)

۵۔ عذاب دینے کا مطالبہ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (الانفال آیت ۳۳ نیز دیکھئے سورہ الشعراء آیت ۱۸۸)

ترجمہ۔ اور (یاد کر) جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر تیری طرف سے یہی (دین) حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں کوئی اور دکھ سے بھرا ہوا عذاب دے۔

خدا تعالیٰ مخالفین کے تمام مطالبات کا جواب ایک ہی فقرہ میں یوں دیتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

(الانعام آیت ۱۱۲)

ترجمہ۔ اور اگر ہم ان پر فرشتے نازل کرتے اور مُردے اُن سے کلام کرتے اور ہر ایک چیز کو ہم اُن کے آمنے سامنے کھڑا کر دیتے تو بھی وہ اللہ کی مشیت کے بغیر ایمان نہ لاتے بلکہ ان میں سے بہت سے جاہل ہیں۔

۴۔ تعجب کا اظہار

سُنّت اللہ یہی ہے کہ انبیاءؑ انسانوں میں سے ہی مبعوث ہوتے ہیں اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ فرشتوں یا کسی اور مخلوق میں سے نبی آئے ہوں اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا کہ انسانوں میں کوئی انسان ایسا ہو جس میں مافوق الفطرت خاصیتیں پائی جاتی ہوں وہ دوسرے انسانوں سے جسمانی ساخت میں نرالا ہو یا وہ دوسرے انسانوں کی نسبت انوکھے کام کرتا ہو اسے خدا تعالیٰ نبی بنا دے۔

تاریخ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء عام انسانوں کی مانند انسان تھے ان میں کسی قسم کے عجیب و غریب خواص نہ تھے۔

بیشتر انبیاء دعویٰ نبوت سے پہلے گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہوتے تھے۔ نہ ان کے پاس مال و دولت تھا اور نہ ہی وہ سیاسی و دنیاوی اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے لیکن ان کا دعویٰ اور دنیوی لحاظ سے غیر متوقع کامیابی مخالفین کے لئے بڑی ہی تعجب انگیز تھی۔ نہ صرف تعجب انگیز بلکہ پریشان کن تھی۔ اگر تاریخ عالم پر ان کی نظر ہوتی یا ماضی کے واقعات حالات پر غور کرتے تو دیکھتے کہ آخر انسانوں میں سے ہی کسی نے نبی بننا تھا لیکن جسے خدا پسند کرے نہ کہ جسے وہ پسند کریں۔

قرآن کریم خدا تعالیٰ انتہائی خوبصورت انداز میں فیصلہ کن بات کرتا ہے :-

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ
مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ
لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
مَلَكًا رَّسُوْلًا ○

(بنی اسرائیل آیت ۹۲)

ترجمہ۔ تو (انہیں) کہہ (کہ) اگر زمین پر فرشتے (بستے) ہوتے جو زمین پر اطمینان سے چلتے پھرتے تو (اس صورت میں) ہم ضرور ان پر آسمان سے کسی فرشتہ کو (ہی) رسول بنا کر اُتارتے۔

سورۃ الانبیاء آیت ۸ میں اسی بات کو اس طرح بیان کیا ہے :-

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا
رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ الخ

ترجمہ - اور ہم تجھ سے پہلے (بھی ہمیشہ) مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا کرتے تھے اور ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے۔

مخالفین کے لئے جو باتیں خاص طور پر تعجب کا موجب بنا رہی ہیں وہ میں نیچے تحریر کرتا ہوں۔

۱- انبیاء انہی طرح کے انسان ہیں

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا
اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ
اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا
رَّسُوْلًا ○

ترجمہ- اور ان لوگوں کو اس ہدایت پر جو ان کے پاس آئی ہے ایمان لانے سے صرف اس بات نے روکا ہے کہ انہوں نے (اپنے دلوں میں) کہا (کہ) کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے۔

۲- انبیاء انہی کی طرح رہتے سہتے ہیں

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ
الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ

الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ

(المومنون آیت ۳۴)

ترجمہ۔ اور اس (نئے رسول) کی قوم میں سے جنہوں نے کفر کیا تھا اور بعد الموت (خدا سے ملنے) کا انکار کیا تھا اور جن کو ہم نے اس دنیا کی زندگی میں مالدار بنایا (ان کے سرداروں نے کہا) یہ تو تمہارے جیسا ایک انسان ہے۔ انہی کھانوں میں سے کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور انہی (پانیوں) میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔

۳۔ کمتر انسان کو نبوت بخشی ہے

ا۔ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ (الفرقان آیت ۴۲)

ترجمہ۔ اور جب وہ تجھے دیکھتے ہیں تو تجھے صرف ایک ہنسی ٹھٹھے کی چیز سمجھتے ہیں۔ اور (کہتے ہیں) کیا اللہ نے اس شخص کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

ب۔ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝

(المومنون آیت ۴۸)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم اپنے جیسے دو انسانوں (موسیٰ و ہارونؑ) پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہے۔

ج۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

(الزخرف آیت ۳۲)

ترجمہ۔ اور یہ بھی اعتراض کیا کہ یہ قرآن دونوں (طائف اور مکہ) بڑے بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا؟

۴۔ نبی عام انسانوں کی مانند بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔

۵۔ نبی کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں ہوتے؟

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ (الفرقان آیت ۸)

ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے کیوں نہ اس پر فرشتہ اتارا گیا جو

اس کے ساتھ کھڑا ہو کر لوگوں کو ہوشیار کرتا۔

۶۔ نبی کے پاس کوئی خزانہ یا باغ نہیں (یعنی دولت مند نہیں ہے)

اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

(الفرقان آیت ۹)

ترجمہ۔ یا اس پر کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس کے پھل وہ کھاتا۔ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جس کو کھانا کھلایا (یعنی رشوت) جاتا ہے۔

۷۔ انہی میں سے ایک انسان کا رسول بن جانا

مخالفین کو ٹھوکر کا موجب بننے والی بڑی بڑی باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ ان کے نزدیک ایک انسان جو ان کے درمیان چند گھنٹے پہلے اٹھتا، بیٹھتا، چلتا پھرتا، کھاتا پیتا، کام کرتا اور سفر کرتا تھا کیسے نبی بن گیا ہے؟ جیسا کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ا۔ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ (القمر آیت ۲۵-۲۶)

ترجمہ۔ اور کہا تھا کہ کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کی (جو ہماری طرف بھیج دیا گیا ہے) اتباع کریں؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو بڑی گمراہی اور جلنے والے عذاب میں پڑ جائینگے۔ کیا خدا کی وحی ہم میں سے (صرف) اس پر نازل کی گئی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ سخت جھوٹا اور متکبر ہے۔

ب۔ بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ (ق آیت ۳)

ترجمہ۔ مگر یہ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ انکے پاس انہی میں سے ڈرانے (اور ہوشیار کرنے) والا ایک شخص آیا ہے اور کافر کہتے ہیں یہ عجیب سی چیز لگتی ہے۔

ج۔ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۶۴)

ترجمہ۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ

تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے
ایک آدمی پر ایک نصیحت سے پُر
کلام نازل ہوا ہے تاکہ وہ تم کو
ہوشیار کرے اور تاکہ تم متقی بن
جاؤ۔ اور اس کے نتیجہ میں تم پر
رحم کیا جائے۔

۵۔ حیلے بہانے

انبیاء کرام پر ایمان نہ لانے والے مخالفین
نے بے شمار قسم کے حیلے بہانے بنائے جن میں سے
چند ایک لکھتا ہوں:۔

۱۔ خدا کیا چیز ہے؟

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق

(الفرقان آیت ۶۱)

ترجمہ۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ
رحمٰن کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ تو
کہتے ہیں رحمٰن کیا چیز ہے؟

۲۔ رُوح کیا چیز ہے؟

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ط

(بنی اسرائیل آیت ۸۶)

ترجمہ۔ اور وہ تجھ سے رُوح کے متعلق
سوال کرتے ہیں۔

۳۔ قیامت کیا چیز ہے؟

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ
فِيهَا قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا
السَّاعَةُ لا إِن نَّظُنُّ إِلَّا
ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ۝

(الجاثیہ آیت ۳۳)

ترجمہ۔ اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ
اللہ کا وعدہ تو سچا ہے اور (دنیا کی)
آخری تباہی ضرور آنے والی ہے
اس میں کوئی شک نہیں۔ تو اس پر
وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے
قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو اسکے
متعلق صرف گمان سا ہے اور ہمیں
اس پر یقین کوئی نہیں۔

۴۔ مر کر جی اُٹھنا

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ءَإِذَا
كُنَّا تُرَابًا وَّآبَاؤُنَا أَئِنَّا
لَمُخْرَجُونَ ۝ (مریم آیت ۶۸)

ترجمہ۔ اور کافر کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور
ہمارے باپ دادے مٹی ہو جائیں گے
تو کیا ہم پھر (زمین سے) زندہ
کر کے نکالے جائیں گے۔

۵۔ پہلے رسولوں جیسا کلام کیوں نازل نہیں ہوتا

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ

(الانعام آیت ۱۲۵)

ترجمہ۔ اور جب اُن کے پاس کوئی نشان آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں ویسا ہی کلام نہ دیا جائے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ (سب سے) زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے (یعنی کون رسول بننے کا مستحق ہے اور کون نہیں)

۶۔ اللہ کے ذکر سے لاعلمی کا اظہار

مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۚ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (صٓ آیت ۸)

ترجمہ۔ ہم نے اس (قسم کی بات) کا ذکر اپنے سے پہلی قوم میں کبھی نہیں سنا۔

۷۔ انبیاء کی تبلیغ سے قطعاً بیزاری کا اظہار

وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ۝

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کے ماننے سے ہمارے دل پردوں میں ہیں (یعنی وہ ہمارے دلوں پر اثر نہیں کر سکتی) اور ہمارے کانوں میں بہراپن ہے (جس کی وجہ سے ہم تمہاری بات سن ہی نہیں سکتے) اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ ہے۔ پس تُو (اپنے عقیدہ کے مطابق) کام کر، ہم (اپنے عقیدہ کے مطابق) کام کریں گے۔

۸۔ اپنے آپکو عقلمند اور عوام الناس کو بیوقوف سمجھنا

آج ہی نہیں بلکہ جب سے دنیا میں تہذیب و تمدن کا آغاز ہوا ہے تب سے ہی انسان ہر زمانہ میں یہی سمجھتا رہا ہے کہ اس نے ترقی کی بڑی بڑی منازل طے کر لی ہیں۔ ہر زمانہ میں ایک طبقہ نے یہی سمجھا کہ وہ بہت زیادہ عقلمند، لائق فائق، دانشمند، ذہین اور غور و فکر اور تدبر کرنے والے ہیں۔ اسی لئے انبیاء کی بعثت کے وقت کہا۔

ءَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۝

(کہ کیا ہماری ساری قوم میں سے اسی پر ذکر نازل ہوا ہے؟) اور دوسری طرف عوام الناس کو بے وقوف، جاہل، کم علم اور تیز بتر سمجھا۔ عقلمند تو سے کی بے باکی اس قدر بڑھ گئی کہ جب ان کے پاس کوئی نبی آیا تو اپنے علم و لیاقت کے زعم اور گھمنڈ کی وجہ سے ان کا ہنسی مذاق اڑایا۔ مجنون، غریبانہ باتیں کرنے والا کہا علیٰ ہذا القیاس ہر طرح سے ان پر پھبتی کسی۔ میرے خیال میں جو بات خاص طور پر ٹھوکر کا باعث بنی وہ ان کا اپنے آپ کو انبیاءؑ سے علم و حکمت و دانائی میں بڑھ کر سمجھنا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرہ آیت ۱۴)

ترجمہ- اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ (اسی طرح) ایمان لاؤ جس طرح (دوسرے) لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم (اسی طرح) ایمان لائیں جس طرح بے وقوف (لوگ) ایمان لائے ہیں۔ یاد رکھو! (یہ جھوٹ بول رہے ہیں) وہ خود ہی بیوقوف ہیں مگر (اس بات کو) جانتے نہیں۔

۹۔ اپنے میں سے ہی ایک انسان کی اتباع کو تکلیف دہ سمجھنا۔

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝

(القمر آیت ۲۵)

ترجمہ- اور کہا تھا کہ ہم اپنے میں سے ہی ایک آدمی کی (جو ہماری طرف بھیج دیا گیا ہے) اتباع کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو بڑی گمراہی اور جلنے والے عذاب میں پڑ جائیں گے۔

۱۰۔ نئے نبی کی آمد کو خارج از قیاس سمجھنا

قرآن کریم اور تاریخ عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی زندگیوں میں بہت کم لوگ ایمان لاتے تھے لیکن ان کی وفات کے بعد آہستہ آہستہ لوگوں کو احساس ہوتا جاتا تو وہ انبیاء کی جماعت میں منسلک ہوتے جاتے۔ بعد ازاں ان کی محبت، فدائیت اور عقیدت کی یہ انتہا ہو جاتی کہ نہ صرف یہ کہ نئے نبی کی بعثت اور تصور کو ہی ناقابل برداشت سمجھنے لگ جاتے بلکہ اس کی آمد کو بلا ضرورت، بلا مقصد، بے فائدہ اور بے اہمیت کہنا شروع کر دیتے اور اس طرح نئے نبی کے سرے سے منکر اور مخالف ہو جاتے لیکن

وقت کے ساتھ ساتھ احساس، اہمیت اور افادیت
آشکار ہو جاتی تو پھر ایمان لانا شروع کر دیتے۔
انکار اور ایمان کا یہ سلسلہ ابتداء سے بعثت انبیاء
جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ (دیکھئے
سورۃ المومن آیت ۳۵)

خلاصہ:۔

انبیاء کی جماعتوں کو ہمیشہ ہی لاتعداد مشکلات
اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ طرح طرح کے
اعتراضات کو دفع کرنا پڑا اور قسم قسم کے منصوبے
خاک میں ملانے پڑے۔ مخالفین کی شدید مخالفت اور
آفات کا مقابلہ کرنے کے لئے انبیاء کی جماعتوں
کو جان، مال، عہدہ، اولاد، عزت، وقت جیسی
بے شمار بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں اور ہر قسم
کی رسوائی، ایذا، بربادی اور نقصان سے بے نیاز
اور بے پرواہ ہو کر اپنے ایمان پر ثابت قدم اور
مستحکم رہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ
جو کچھ بیتا وہ آج بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ
آج کی دنیا اپنے آپ کو بڑی ترقی یافتہ اور مہذب
کہلاتی ہے لیکن کیا عجیب اتفاق اور مماثلت
ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام
کی مخالفت میں وہی وطیرہ اختیار کیا اور سلوک
روا رکھا گیا جو غیر مہذب اور کم ترقی یافتہ قوموں
نے اختیار کیا۔

سائیکل سواری اور مجلس خدام الاحمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز کی مبارک تحریک سائیکل سکیم کے بارہ میں جماعت
میں خاصی بیداری معلوم ہوتی ہے اور سعادت اسی
میں ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر آواز کو حرز جان
بناتے ہوئے دل و جان سے اس کی بجا آوری میں کوشاں
رہا جائے چنانچہ مجلس بشیر آباد سٹیٹ کی ایک تجویز احباب
کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے تا کہ اگر یہ مفید اور موثر
ہو تو اپنی اپنی جگہ اسے قابل عمل بنایا جائے:۔

"اس اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث
ایدہ اللہ تعالیٰ کی سائیکل سواری کے بارہ میں تحریک پر بڑا
غور کیا گیا اور زیادہ سے زیادہ سائیکل خریدنے کی تدابیر
سوچی گئیں۔ آخر یہ سکیم متفقہ طور پر منظور کی کہ ۱۰، ۱۰ افراد
کی کمیٹیاں بنائی جائیں۔ ان کمیٹیوں کے ممبران -/۵۰ روپے
ماہوار قسط ادا کریں اور قرعہ اندازی کے طریقہ سے
ہر ماہ ایک ممبر کو سائیکل خرید دیا جائے۔"

خدام کو زیادہ سے زیادہ سائیکل خریدنے
کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور ذی مقدرت احباب
جلدی خرید کر حضور کی بابرکت تحریک کی برکات سے
فائدہ اٹھائیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ بار
بار خدام کو اس طرف توجہ دلاتے رہیں۔ خدا تعالیٰ
آپ کے ساتھ ہو۔

مہتمم صحت جسمانی
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب بھیروی

دینِ محمدؐ کا اوّل و آخر

یَاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (فاطر)
اے لوگو! اللہ کی اس نعمت کو یاد
کرو جو اس نے تم پر کی۔

اوّل و آخر خالقِ دو عالم نے اشاعتِ دینِ محمدی کی ابتداء آدم اوّل علیہ السلام سے کی۔ شروع میں انسانی ذہن نابالغ تھا اسلئے اس زمانہ کے انسانوں کی ذہنی استعدادوں کے مناسبِ حال اور ضرورتِ زمانہ کے مطابق دینِ محمدؐ کی تعلیم کا ابتدائی حصہ اُترا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے علاوہ بنیادی اخلاقی تعلیم مثلاً پتوں اور کھالوں سے ننگا جسم ڈھانکنا، انسانی ہمدردی اور باہمی معاشرت کے ابتدائی اصول کھانا پینا وغیرہ سکھائے گئے اور ابتدائی عبادتِ الٰہی کے طریقے سکھائے گئے۔

کہتے ہیں کہ دنیا کے اس سات ہزارہ دور میں تمام انسان آدمؑ کے بیٹوں سامؑ، حامؑ، یافثؑ کی اولاد ہیں۔ سفید، گندمی اور سرخ رنگ کی اقوام سامی ہیں۔ حبشی حامی اور زرد رنگ کی اقوام یافثی ہیں۔ تعداد میں ترقی کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن بھی مضبوط ہوتے گئے اور ضرورت اور ذہنی استعدادوں کے مطابق دینِ محمدؐ کی تعلیم کے مختلف جزو کئی انبیاء کے ذریعہ مختلف اقوام کے لئے آتے رہے۔ جب انسانی ذہن کمالِ بلوغت کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ترین نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بنفسِ نفیس مبعوث فرمایا اور آنحضرتؐ کے ذریعے دین کی تکمیل کی اور اس دین کا نام **اسلام** رکھا۔ اس کے قوانین وضوابط قرآن حکیم کے ذریعے قیامت تک محفوظ کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ کی بڑی عجیب حکمتیں ہیں۔ بڑے ہی احسن طریق سے اس نے دینِ محمدؐ کی ابتداء کی اور بڑے پُرحکمت طریقوں سے اس کی تدریجاً ترقی کے سامان پیدا فرماتا رہا جس پر عمل کر کے انسان کی ذہنی استعدادیں ترقی پاتی رہیں۔ آدمؑ سے تقریباً ۲۲۰۰ سال بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا اور انہیں ابوالانبیاء بنایا۔ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً (نحل) یعنی ابراہیمؑ سب کے پیشوا گزرے ہیں۔ آئندہ سلسلہ ہائے انبیاء علیہم السلام آپؑ کی ذریت سے جاری فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دو بیٹے عطا فرمائے اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام۔ اور ان دونوں بیٹوں سے دو مختلف سلسلے جاری فرمائے ——

بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل ۔
سلسلہ بنی اسرائیل میں ایک جلیل القدر نبی حضرت
موسیٰؑ کو شریعت والا نبی بنا کر بھیجا اور سلسلہ موسویہ
کو برابر چودہ سو سال تک مختلف انبیاء و خلفاء
بنی اسرائیل سے تقویت دیتا رہا۔ اس سلسلے کا انجام
حضرت عیسیٰؑ پر ہوا جو کہ چودہ سو سالہ سلسلہ موسویہ
کے آخری نبی اور حضرت موسیٰؑ کے آخری خلیفہ تھے۔

حضرت ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام سے
تقریباً ۲½ ہزار سال بعد سلسلہ اسماعیلیہ میں حضرت
موسیٰؑ کے مشابہ لیکن تمام انبیاء سے افضل سید المرسلین
خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ
وسلم کو مبعوث فرمایا۔ موسوی سلسلہ بنی اسرائیل تک
ہی محدود تھا لیکن محمدی سلسلہ عالمگیر سلسلہ قرار پایا۔

قرآن پاک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰؑ کا
مثیل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّآ
اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا كَمَآ
اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (مزمل)
اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا
ہے (یعنی محمدؐ) جو تم پر نگران ہے۔ اسی طرح جس طرح
فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا (یعنی موسیٰؑ)۔

دراصل جس طرح کسی بھی پراجیکٹ یا مشینری
کی تعمیر سے پہلے چھوٹے پیمانہ پر اس کا ماڈل بنا کر
تجربہ کیا جاتا ہے اور پھر اس تجربہ کی کامیابی کے بعد
اصل حالت میں بڑے پیمانہ پر اس پراجیکٹ یا مشینری
کو تعمیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی ذہن
کو سمجھانے کے لیے محمدی سلسلہ (جو کہ عالمگیر سلسلہ ہے)
کی تعمیر سے پہلے موسوی سلسلہ کو چھوٹے پیمانہ پر بطور
ماڈل (یعنی مختص المقام اور مختص الزمان) بنایا۔
انجینئرنگ کی اصطلاح میں موسوی سلسلہ کو Model
اور محمدی سلسلہ کو Prototype کہہ سکتے ہیں۔

چنانچہ ہمارے سید و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء کے جامع ہیں اور متذکرہ بالا آیت کے
مطابق مثیل موسیٰؑ ہیں۔ تکمیل مماثلت سلسلہ ہائے
محمدیہ (جو کہ اسماعیلؑ کی نسل سے شروع ہوا) موسویہ
(جو کہ اسحٰقؑ کی نسل سے شروع ہوا اور آپ کے
بیٹے یعقوبؑ یا اسرائیل کے نام پر مشہور ہوا) کیلئے
ضروری تھا کہ اس عالمگیر سلسلہ (محمدیہ) کے آخر پر
بھی آپؐ سے چودھویں صدی میں آپؐ کی ہی امت
سے مثیل عیسیٰ بن مریم پیدا ہو جو کہ آنحضرتؐ اور قرآن
کے فیوض و برکات تمام عالم پر ظاہر کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ اس نے
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے آنحضورؐ
کی اتباع و غلامی میں چودھویں صدی ہجری کے سر پر
سیدنا غلام احمد قادیانیؑ کو مثیل مسیح ابن مریم بنا کر
بھیجا جو کہ آنحضرتؐ کا ظل اور آدم آخر الزمان ہے۔
اپنے خالق و مالک اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کی کامل
متابعت و محبت کے نتیجہ میں بموجب آیت قرآنی وَ
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

(سورۃ نساء) آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظلی مقام ملا۔

جس طرح چودھویں رات کا چاند آفتاب سے روشنی لے کر ساری دنیا کو روشن کرتا ہے اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اس آخری زمانہ میں سراج منیر خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشنی لے کر تاریکی کے اس زمانہ میں امام الزمان بن کر تمام دنیا کی اقوام کو روشن کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمالِ محمدؐ است

کہ معارف کا یہ چشمہ رواں جو میں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں کمالاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر کا صرف ایک قطرہ ہے۔

براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں یوں فرماتا ہے:۔

یحمدک اللہ من عرشہ۔
یحمدک اللہ ویمشی الیک
انت منی بمنزلۃ لایعلمہا
الخلق ... الحمد للہ الذی
جعلک المسیح ابن مریم
... ان ربک فعال لما یرید
خلق آدم فاکرمہ ... یا
احمدی انت مرادی ومعی۔
سرک سری۔ شانک عجیب
واجرک قریب۔ یعنی خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ اس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے اس نے اس آدم کو پیدا کر کے اس کو بزرگی دی۔ اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے۔

خدا تعالیٰ نے اشاعتِ دین اسلام اور شانِ خاتم النبیین کا آغاز آدم اوّل کے ذریعہ شروع کیا اور تکمیلِ اشاعتِ دینِ محمدؐ اور شانِ خاتم النبیینؐ آپ کے عظیم روحانی فرزند آدمِ آخر کے ذریعہ کیا۔ اس میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اگرچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تکمیلِ دین ہو چکا تھا لیکن بعض ممالک میں اس کی اشاعت نہ ہو سکی۔ سات ہزاری دور کے آخری ہزار کے سر پر مسیح موعودؑ کے ذریعہ تکمیلِ اشاعتِ دینِ اسلام اسلئے ہوئی کہ ایک تو دنیا کے تمام براعظم دریافت ہو چکے تھے اور دوسرے وہ تمام وسائل پیدا ہو چکے تھے جن سے یہ کام ہو سکے۔ چنانچہ پریس کی ایجاد، ٹرانسپورٹ میں انتہائی ترقی، دیگر ذرائع ترسیل آواز وتصاویر وغیرہ اسی زمانہ میں میسر آ گئے۔ گویا حضرت مسیح موعودؑ کا سب سے بڑا کارنامہ دینِ اسلام اور

بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور قرآن مجید کے فضائل و برکات کا ثابت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر معارف و علوم کھولے اور آپ نے اسلام کا زندہ مذہب ہونا تمام دنیا پر ثابت کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مقام مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی متابعت و محبت اور قرآن کی پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہوا اور اسلام کی زندگی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر تمام اعتراضات کا اس رنگ میں جواب دیا کہ مشرکین کے اسلام کے خلاف تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ اللہ تعالیٰ کا دنیائے عالم پر یہ ایک بھاری احسان ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

اس اہمیت اور پر خطر دور میں امام الزمان نے نہایت پُر امن طریق سے اقوام عالم کو وحدت پر قائم کرنے کا عظیم الشان کام شروع کیا۔ آپ فرماتے ہیں :-

"پس یہ مت خیال کرو کہ میں تلوار چلانے
آیا ہوں نہیں بلکہ تمام تلواروں میان
میں کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں دنیا نے
بہت کچھ اندھیرے میں کشتی کی بہتوں
نے اپنے سچے خیرخواہوں پر حربے
چلائے اور اپنے دردمند دوستوں
کے دلوں کو دکھایا اور عزیزوں کو
زخمی کیا مگر اب اندھیرا نہیں رہے گا۔
رات گذر گئی دن چڑھا اور مبارک
وہ جو اب محروم نہ رہے"
(مسیح ہندوستان میں)

سب سے پہلے آپ کے مخاطب مسلمان تھے، جو کہ مختلف تنازعوں کی وجہ سے ۷۲ فرقوں میں بٹ چکے تھے اور ایک دوسرے کو کافر ٹھہراتے تھے۔ آپ نے ان کو ایک خدا اور ایک رسول اور ایک کتاب (قرآن) کے نام پر اکٹھا کرنے کا پیغام دیا۔ اور ایک جماعت بنائی جس کا نام جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام رکھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر مختلف متنازعہ مسائل کا بطور حَکَم فیصلہ کیا اور اسلام کو اپنی اصلی اور پہلے جیسی ابتدائی شکل میں پیش کیا اور فرمایا کہ ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر آپ نے ہندوؤں کے اوتار کرشنؑ کو اللہ تعالیٰ کا نبی ثابت کیا اور اس طرح مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان باہمی رقابت کو ختم کرنا چاہا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آخری زمانہ میں کرشن کے جس بروز یا اوتار نے پیدا ہونا تھا وہ اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہو چکا ہے اور وہ میں ہوں۔ آؤ میرے ذریعے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔

آپ نے فرمایا :-

"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا
مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ
آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو

گزرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور
اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا۔
(تحفہ گولڑویہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا :۔
"جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے
والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا
بادشاہ۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی)

۱۸۹۷ء میں الہام ہوا :۔
"پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا
کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ
رجوع ہو گا۔"

ہندوستان کے سکھوں کے پیشوا گورونانک کو مسلمان ثابت کیا اور اُن کا چولہ جس پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں اور حج اور آپ کا تبلیغ اسلام کرنا لوگوں پر واضح فرما کر سکھوں کے لیے اسلام قبول کرنے کی راہ کھول دی۔

سب سے بڑھ کر آپؑ نے اپنے سینہ و دل کو الوہیت مسیحؑ کے غم سے خون کیا اور اللہ تعالےٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے لئے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے اور آپ صلیب سے اُتر کر تین دن تک غار میں بیہوش رہے اور ایک مرہم سے اپنے زخموں کا علاج کرواتے رہے جس کا نام بعد میں مرہم عیسیٰ مشہور ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔ اس کے بعد انہوں نے ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور نیپال اور تبت کے راستے ہندوستان اور کشمیر میں داخل ہوئے اور اسی سیاحت کی وجہ سے مسیح مشہور ہوئے۔ وہاں کئی یہودیوں کو مسیحی بنایا۔ یہ وہ یہودی تھے جو بابل کے زمانہ میں ہجرت کر کے چین اور ہند آئے تھے۔ یہاں ۱۲۰ سال کی عمر پا کر وفات پا گئے اور سرینگر محلہ خانیار میں آپ کی قبر ہے جس پر شہزادہ یوز آسف نبی لکھا ہے اور یہ قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۶۰۰ سال پہلے کی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

"کیا ہی خوش قسمت ہے میری نگر
اور انوزہ اور خانیار کا محلہ جس کی
خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ
خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر
جسم ودیعت کیا۔" (کشف الغطاء)

حضرت مسیحؑ کی الوہیت کو پاش پاش کرنے کے ساتھ ہی کفارہ کی قلعی کھل گئی اور ایک معصوم نبی کو لعنتی موت سے نجات دلائی۔ مسئلہ تثلیث کی وفات کی اور اس کو باطل ثابت کر دکھایا اور اس طرح اسلام کو سچا مذہب ثابت کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور شفیع کامل ثابت کیا۔ خدا کے حکم سے اپنے آپ کو مسیحؑ کا مثیل کہہ کر عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو گیا هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (توبہ و صف) یعنی وہی خدا ہے جس نے اس رسول (محمدؐ) کو ہدایت

اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔

غرض بڑے ہی پُرامن اور محبت اور آشتی کے طریق پر آپ نے تمام اقوام کو ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی جدوجہد کی اور ثابت کر دیا کہ اسلام ہی زندہ اور صلح و مساوات اور اخوت کا مذہب ہے اور وحدتِ عالم صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے پناہ لینے سے ہو سکتی ہے۔

مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور غمخواری سے آپ کا دل ہمیشہ گداز رہا اور باوجود انتہائی مخالفت کے آپ نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی سے

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

انسانی محبت و ہمدردی کے جذبے کے تحت اسلامی تعلیمات رائج کرنے کا بڑا ہی پُرامن بین الاقوامی پروگرام مرتب۔ مخالفین و مشرکین کے لئے بھی دعائیں کیں۔ فرمایا:-

"اے قادر کریم خدا! ان کے لئے میری دعائیں سن اور آسمان سے ان کے لئے دلوں میں ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھیں ... ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ کنجی ہے ... اے میرے رحیم خدا! اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں سو یہ بہشت مجھے عطا کر۔"

محبتِ الٰہی اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے جوش میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی:-

"ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کیلئے بطور باپوں کے بن جائیں۔ اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوششیں اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں ..." (اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

غرض امن و آشتی کے اس پیکر نے آنحضرتؐ کی غلامی و متابعت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اعتدال پر قائم کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بشارتیں بھی دیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرینگے کہ وہ سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دینگے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولیگا اور یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا۔" (تجلیاتِ الٰہیہ)

جس بات کو کہے کہ کرونگا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

مکرم الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری
سابق مبلغ افریقہ و فیجی۔

خدّامِ احمدیّت

جماعت کے جوانو! عظمتِ دیں کا نشاں تم ہو
گلستانِ محمدؐ مصطفٰےؐ کے باغباں تم ہو

تمہیں سے آنے والے دَور کی قسمت ہے وابستہ
بہار و رونقِ بزمِ مسیحائے زماں تم ہو

جہاں والوں کا طَورِ زندگی تم نے بدلنا ہے
چمن کی جان ہو رُوحِ بہارِ گلستاں تم ہو

تمہاری روشنی سے ظلمیں سب مٹنے والی ہیں
سمائے احمدیّت کے شموسِ ضَو فشاں تم ہو

سُوئے منزل قیادت میں تمہاری سب نے چلنا ہے
رہِ صدق و صفا، مہر و وفا کے رازداں تم ہو

بفضلِ ایزدی افلاک پر جن کی رسائی ہے
زمیں پر بسنے والے ایسے اہلِ آسماں تم ہو

جنہیں اسلام کی فتحِ نمایاں سونپ دی حق نے
شہِ ابرار کی اُمّت کے وہ رُوحِ رواں تم ہو

مٹا کر اپنی ہستی اب جہاں کو زندگی بخشو
کہ خدّامِ مسیح و مہدیٔ آخر زماں تم ہو

مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاکر ربوہ

قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی

گزشتہ ۵۰ سال کے دوران میں متحدہ ہندوستان میں پانچ مشہور مسلمان ایسے گزرے ہیں جن کے اسماء محمد سلیمان تھے۔

۱۔ قاضی محمد سلیمان صاحب سیشن جج پٹیالہ

۲۔ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی

۳۔ پروفیسر سید سلیمان اشرف صاحب علی گڑھ

۴۔ جناب شاہ سلیمان صاحب آف پھلواری شریف صوبہ بہار۔

اور ۵۔ جسٹس سر شاہ محمد سلیمان صاحب جج فیڈرل کورٹ انڈیا۔

اوّل الذکر صاحب کے متعلق تو میں سب سے آخر میں عرض کروں گا۔ دوسرے صاحب علمی دنیا میں اس قدر مشہور ہیں کہ اُن کے تعارف کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ مولوی شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل انہوں نے ہی کی۔ نیز ارض القرآن وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔ تیسرے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مشہور اُستاد تھے۔ اپریل ۱۹۳۹ء میں وفات پائی۔ چوتھے شاہ سلیمان صاحب آف پھلواری شریف صوبہ بہار کے مشہور پیر تھے اور مسلمانوں میں شہرت یافتہ تھے پانچویں صاحب الہ آباد ہائی کورٹ کے جج تھے پھر وہیں پر چیف جسٹس بنے۔ پھر ترقی پا کر فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج بنے۔ یہ وہی تھے جنہوں نے بین الاقوامی شہرت کے یہودی نژاد ریاضی دان پروفیسر البرٹ آئن سٹائن کے مشہور نظریہ اضافت کی غلطی نکالی تھی اور اس میں ترمیم کر کے ریاضی دانوں سے خراجِ تحسین وصول کیا تھا۔ تاریخ وفات ۲ مارچ ۱۹۴۲ء۔

اب میں جناب قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی کا تذکرہ لیتا ہوں۔ آپ منصور پور ریاست پٹیالہ کے باشندہ تھے۔ مہاراجہ بھوپندر سنگھ مہندر بہادر آف پٹیالہ نے ان کو اپنی مسلم رعایا کو خوش کرنے کے لئے شہر کا قاضی مقرر کیا اور وہ ترقی کر کے سیشن جج ہو کر ریٹائر ہوئے۔ مہاراجہ ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔[۱]

---

[۱] سابق مہاراج کے اور بھی کئی مسلمان اہلکار تھے جن میں سے حضرت شیخ قطب الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور مہاراجہ کے ایڈی کانگ تھے۔ مہاراج اپنے ہندو اور سکھ اہلکاروں سے مخاطب ہو کر کہا کرتے تھے کہ تم سب مجھ سے مانگتے رہتے ہو مگر دیکھو یہ ... کبھی نہیں مانگتا چنانچہ ایک دن خوش ہو کر شملہ کی کئی کوٹھیاں بطور انعام دے دیں۔ محترم شیخ ضیاء الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور اُنہی کے صاحبزادے ہیں۔

آپ فرقہ اہل حدیث کے مشہور علماء میں سے تھے۔ خوش بیان مقرر تھے اور صاحب تصنیف تھے۔ آپ کی تصنیف "رحمۃ للعالمین"، "سبیل الرشاد" اور "عشرہ مبشرہ" وغیرہ خاص مشہور ہیں۔

قاضی صاحب موصوف کے سب کمالات اور خوبیاں تسلیم مگر اس کا کیا کریں کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے ان کے متعلق فتویٰ صادر ہوا ہے جو اُن کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیتا ہے جو ہرگز قابل تعریف نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اگر کوئی اس پر صدق دل سے غور کرے گا تو کانپ جائے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی "جو خدا کے مسیح موعود" ہیں (اور اس زمانہ کے لئے بطور حکم کے ہیں۔ ان پر خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام منکشف فرمایا اور جس کو امیر المومنین حضرت حاجی حکیم نور الدین صاحبؓ نے اپنی ایک بیاض میں اپنی قلم خاص سے درج فرمایا ہے اس عبارت کا چربہ پیش کرتا ہوں (اصل بیاض خاکسار کے پاس محفوظ ہے):۔

۵ اپریل ۱۸۹۳ء قاضی سلیمان پٹیالوی کی نسبت الہام پُشت بر قبلہ می کنند نماز

(تذکرہ صفحہ ۲۶۸)

سعدی شیرازی کی ایک رباعی کا یہ چوتھا مصرع ہے جو قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی کے حسب حال دیکھ کر خدا تعالیٰ نے اُن پر چسپاں کیا۔ اصل رباعی یوں ہے سے

آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز
پوست بر پوست بود ہمچوں پیاز
پارسایاں رُو بخلوق
"پشت بر قبلہ می کنند نماز"

اب ذرا اس الہام کے معانی پر نظر فرمائیں:۔
مُسلم قوم کے معروف فریضہ نماز کے متعلق سب جانتے ہیں کہ نماز ہی در اصل اسلام ہے اور یہ تب ہی ادا ہوتی ہے جب نماز ادا کرنے والا خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرکے ادا کرے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قاضی محمد سلیمان پٹیالوی قبلہ کی طرف پُشت کرکے نماز ادا کرتا ہے۔ یعنی اس شخص کی نماز نامقبول ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ شخص حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ کا مصداق ہے۔ الغرض خدا تعالیٰ کی نظر میں قاضی صاحب موصوف کے اعمال قطعاً پسندیدہ نہ تھے۔ آخر کیوں؟ اس واسطے کہ قاضی صاحب حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے مکذب تھے۔

اب سُنیئے میاں خدا بخش صاحب عرف مومن جی مرحوم پٹیالوی صحابی حضرت اقدسؑ (جو خاکسار راقم الحروف کے ہم زلف تھے) کی روایت۔ ایک دن میرے پاس بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں قاضی محمد سلیمان صاحب کا ذکر چل پڑا۔ اپنے مخصوص پٹیالوی لہجہ میں کہنے لگے:

"بھائی شاکر! کیا بتاؤں میں تمہیں
ان قاضی جی کا حال بس کچھ نہ پوچھو

مہا استاد تھے۔"

مَیں نے حیران ہوکر پوچھا کہ آخر آپ کا کیا مطلب ہے؟ کہنے لگے کہ :-

"میرا بڑا بھائی بڑا مالدار آدمی تھا وہ لاولد فوت ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد میری بھاوج کو خیال آیا کہ اس کے پاس اس قدر مال ہے کہ حج فرض ہے مگر دقت یہ تھی کہ بغیر محرم کے وہ حج پر نہیں جاسکتی تھی اور مجھے بوجہ احمدی ہونے کے وہ اچھا نہ جانتی تھی۔ وہ مشورہ کے لئے ان قاضی صاحب کے پاس گئی۔ انہوں نے تمام حالات سُن کر کہا کہ مَیں بھی دوسری مرتبہ حج پر جانا چاہتا ہوں۔ تم یوں کرو کہ مجھ سے نکاح کرلو اور میرے ہمراہ چلو۔ مَیں پہلے بھی حج کرچکا ہوں وہاں کے آداب اور رسوم سے واقف ہوں تم کو بہت آرام رہیگا۔ اس عورت نے نکاح کرلیا اور ہمراہ چلی گئی۔ قاضی صاحب کے پیش نظر اس عورت کی دولت بھی تھی۔"

الغرض حج سے واپسی پر راستے میں جہاز پر وفات پاگئے۔ فرقہ اہلحدیث کے مشہور لیڈر مولانا داؤد غزنوی صاحب نے جہاز پر ہی نماز جنازہ ادا کرکے نعش سمندر میں بہا دی۔ یہ ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے۔

چند سوال اور ان کے جوابات

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر مجلس سوال و جواب کا دلچسپ پروگرام منعقد ہوا تھا۔ اس پروگرام میں سلسلہ کے چار علماء مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل، مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب، مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب اور مکرم مولانا دوست محمد صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔ مولانا دوست محمد صاحب نے جن سوالات کے جوابات دیئے وہ ذیل میں افادۂ عام کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ باقی بزرگوں کے سوالات کے جوابات آئندہ اشاعتوں میں پیش کئے جائیں گے ——— (ایڈیٹر)

تاریخ سے متعلق سوالات اور اُن کے جوابات

(۱) تحریکِ شُدھی پر روشنی ڈالیئے؟

جواب:- ہندوؤں نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں پورے برصغیر کے اندر ہندو راج قائم کرنے کی جو خوفناک سازش کی تھی وہ خلیفۃ المسلمین ترکی کے تعاون کے نتیجہ میں بُری طرح ناکام ہوئی جس پر ہندوؤں نے اپنی پُرانی اور خفیہ سکیم کو بروئے کار لانے کے لئے ۱۹۰۰ء میں تحریک شدھی کی بنیاد رکھی جو ۱۹۲۳ء میں اپنے پُورے عروج کو پہنچ گئی۔ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ ملکانہ قوم کو جو یُوپی کے متعدد شہروں میں آباد تھی ہندو بنایا جائے اور اس تجربہ میں کامیابی کے بعد ہندوستان بھر کے تمام مسلمانوں کو ہندو دھرم کی آغوش میں ڈال دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ہندوؤں نے ہر قسم کے ناروا طریقے استعمال کئے اور بہت سے مسلمانوں کو اپنے ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر مرتد کر لیا لیکن جماعت احمدیہ کے سرفروش مجاہدوں کے تبلیغی جہاد نے شدھی کے ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ کو پاش پاش کر کے ہندوؤں کی اس زبردست تحریک کو پیوندِ خاک کر دیا حتّٰی کہ ہندو لیڈر بھی دہشت زدہ ہو کر پکار اُٹھے:-

"بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیّال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پاکر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔"

سچ فرمایا بانی خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعودؓ نے:-

ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ

پھر فرماتے ہیں ؎

کفر کی طاقتوں کا توڑ ہیں ہم
روحِ اسلام کا نچوڑ ہیں ہم
گنتیوں سے مقام بالا ہے
ایک بھی ہوں اگر کروڑ ہیں ہم

(۲) "عجمی اسرائیل" کا رد کیسے کیا جانا چاہیئے؟

جواب:- رسالہ "عجمی اسرائیل" کے رد کے لئے مصنف رسالہ شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان کے مذہب فکر کا علم ہونا ضروری ہے۔

شورش صاحب کے مذہب کی روح کانگرسی، دماغ احراری، جسم دیوبندی اور رنگ و روغن مودودی ہے۔ کانگرس افغانستان سے مل کر پاکستان کا باقیماندہ حصہ بھی ختم کرنا چاہتی ہے۔ احرار ۱۹۳۹ء سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ انہیں خطرہ نہ ہندو سے ہے نہ یہود سے بلکہ خطرہ مسلم لیگ کی تحریکِ پاکستان سے ہے اور دیوبند کے مشہور دینی راہنما رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ احیائے حق کے لئے کذب درست ہے۔ اور مودودی صاحب کے نزدیک پاکستان جنت الحمقاء، ناپاکستان بلکہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہے اور خدائی فوجداروں کا فرض ہے کہ وہ لڑ کر خدا کے باغیوں سے لڑ کر انہیں حکومت سے بے دخل کر دیں اور حکمرانی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیں۔

اس کے مقابل جماعت احمدیہ پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی اور اسلامستان بنانا چاہتی ہے اور ہندو و یہود کے خلاف فکری محاذ میں ہمیشہ برسرِ پیکار رہی ہے اور عالمِ اسلام کے لئے ان کو عظیم خطرہ یقین کرتی ہے۔ سچائی اس کے عقیدے کا بنیادی جزو ہے اور حکومتِ وقت سے تعاون اور قانون کی اطاعت اس کا طرۂ امتیاز رہا ہے ـــــ

پس رسالہ "عجمی اسرائیل" احمدیت کا ترجمان نہیں بلکہ شورش صاحب کے سیاسی اور مذہبی، ملکی اور غیر ملکی پیشواؤں کے درپردہ منصوبوں کا انکشاف ہے ع

یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

(۳) کیا ڈاکٹر سر محمد اقبال جماعت احمدیہ سے متاثر تھے؟ ان کی آخری تحریرات جماعت کے حق میں ہیں یا خلاف؟

جواب:- ڈاکٹر سر محمد اقبال پوری عمر جماعتِ احمدیہ کے علم کلام سے غایت درجہ متاثر رہے جس پر اُن کا شعری کلام اور تحریرات شاہدِ ناطق ہیں۔ وہ نظریۂ وفاتِ مسیح اور اُمت میں مثیلِ مسیح کے ظہور کو معقول عقیدہ سمجھتے تھے۔ ان کا یہ بھی یقین تھا کہ یہ زمانہ ایک عظیم رُوحانی مصلح کا متقاضی ہے ؎

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الّا اللہ

وہ عمر بھر احمدیہ تحریک کے زیر اثر یہ تسلیم کرتے رہے ؎

ہو چکا شانِ جلالی کا ظہور
ہے ابھی باقی مگر شانِ جمالی کا ظہور

یاجوج و ماجوج کے بارے میں ان کا نظریہ تحریکِ احمدیت

بھی سے مستعار ہے چنانچہ ان کا شعر ہے ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ یَنْسِلُوْن

حضرت مہدی معہود فرماتے ہیں ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

جناب اقبال اس نظریہ کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

جہاں تک اُن کی آخری تحریرات کا تعلق ہے بلاشبہ وہ اکثر و بیشتر جماعت احمدیہ کے خلاف ہیں مگر ان تحریرات سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ معاذ اللہ وہ جماعت احمدیہ کے اس مخصوص علم کلام کو بھی غلط سمجھتے ہیں جس کی عکاسی ان کے پہلے کلام میں کی گئی ہے بلکہ مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات اور ظہورِ مثیلِ مسیح کی معقولیت کا اعتراف انہوں نے عین مخالفت کے ایام میں کیا تھا۔ پس آخری عمر میں ان کا اختلاف اکثر و بیشتر جماعت احمدیہ کے مخصوص نظریات سے نہیں حقیقتاً جماعت احمدیہ کی شخصیات سے تھا اور وہ بھی بعض سیاسی مصالح کی بناء پر۔ اور وہ مصلحت اُن کے نزدیک یہ تھی کہ برطانوی ہند میں احمدیوں کے مقابل دوسرے مسلمانوں کا استحکام اس سے کہیں کم تھا جتنا حضرت مسیح کے زمانہ میں یہودی جماعت کا رومن حکومت میں تھا۔

(ملاحظہ ہو حرفِ اقبال ص ۱۱۶-۱۱۷)

(۴) پگٹ کون تھا؟ اس نے کیا دعویٰ کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب:۔ پگٹ لنڈن کا مشہور پادری تھا جس نے ۹ ستمبر ۱۹۰۲ء کو خدائی کا دعویٰ کیا اور بہت سے عیسائی اس کے پیروکار ہو گئے۔ امریکہ کے ڈوئی کی طرح یہ شخص بھی اسلام کا بدترین مخالف تھا۔ اسلئے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل مسیح موعود و مہدی معہود نے اس کو بھی للکارا اور ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو بذریعہ اشتہار پیشگوئی فرمائی کہ پگٹ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کے صرف چند سال بعد اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی پگٹ پر لنڈن کی عدالت میں حرامکاری کا الزام ثابت ہو گیا۔ یہی نہیں وہ خود بھی ولد الحرام قرار دیا گیا اور اس کے اکثر مرید باغی ہو گئے اور اس کا گرجا ہمیشہ کے لئے مقفل ہو گیا۔ یہاں تک کہ مارچ ۱۹۲۷ء میں انتہائی ناکامی و نامرادی کے عالم میں اس جہان سے رخصت ہوا۔

ایک برطانوی نقاد لکھتا ہے کہ انگلستان کی تاریخ میں پگٹ کا گرجا اور اس کا دعویٰ الوہیت اور مسیحیت سب سے بڑا دھوکا تھا جو لوگوں کو دیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ عیسائی دُنیا کا اعتراف ہے کہ ڈوئی بھی دجال اکبر تھا جسے مسیح محمدی نے ہزاروں میل دُور بیٹھے فقط اپنی روحانی توجہ سے ہلاک کر ڈالا ع

اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

(۵) عبدالحکیم مرتد کا دعویٰ کیا تھا اور اسے کیا سزا ملی؟

جواب: عبدالحکیم پٹیالہ کا ایک ڈاکٹر تھا جو پہلے سلسلہ احمدیہ میں داخل تھا۔ اس نے یہ عقیدہ قائم کر لیا کہ معاذ اللہ نجات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ یہ عقیدہ چونکہ چونکہ احمدیت کی بنیادی تعلیم کے منافی تھا اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو اسے اپنی پاک جماعت سے خارج کر دیا اور یہ پیشگوئی فرمائی کہ یہ دشمن رسول غضب الٰہی اور ذلت کا مورد بنے گا اور نصرت و فتح میرے شامل حال ہوگی چنانچہ یہ شخص یکم جون سنہ ۱۹۲۰ء کی شب کو سل کے مرض سے راہیٔ ملک عدم ہوا اور آج کوئی بھی اس کو جاننے والا نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور اب ہم خدا کے فضل سے ڈنکے کی چوٹ کہہ سکتے ہیں کہ دنیائے احمدیت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے ؎

مقابل پہ مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
گڑھے میں تُو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
شریروں پر پڑے اُنکے شرارے
نہ ان سے رُک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(۶) سب سے پہلے واقف زندگی کون تھے اور اُن کے حالات کا ایک خاکہ بتائیے۔

جواب: تحریک جدید کے سب سے پہلے واقف زندگی مرزا محمد یعقوب صاحب مرحوم تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی مرزا محمد اشرف صاحب رضی کے صاحبزادے تھے۔ وہ سنہ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۳۴ء سے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کرنا شروع کیا اور بالآخر ایک لمبی مدت تک تحریک جدید کی شاندار خدمات سرانجام دینے کے بعد فروری سنہ ۱۹۷۱ء میں وفات پائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کا مزار ہے ؎

مرنے والے کبھی نہیں آتے
مرنے والوں کی یاد آتی ہے

(۷) مجلس انصار اللہ کی بنیاد کب پڑی؟

جواب: ۲۶ر جولائی سنہ ۱۹۴۰ء کو جبکہ حضرت مصلح موعود رضی نے مسجد اقصیٰ قادیان کے منبر سے اس کا اعلان فرمایا۔

(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب شہادۃ القرآن کی وجہ تصنیف کیا ہے؟

جواب: یہ معرکۃ الآراء کتاب علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی کے والد عطا محمد صاحب امرتسری کے ایک خط مطبوعہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء کے جواب میں لکھی گئی تھی جس میں انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کیا کہ از روئے قرآن اس بات کی کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں یا کسی مسیح کا اُمت محمدیہ کو انتظار

کرنا واجب اور لازم ہے۔

(۹) مودودی صاحب کے دادا کا نام کیا ہے؟

جواب:۔ سید حسین شاہ صاحب مودودی سجادہ نشین دہلی!! جن کا نام لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم صفحہ ۷۲ پر دعوت مباہلہ دی مگر وہ خدا کے شیر کے سامنے آنے کی آخر دم تک جرأت نہ کرسکے ۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر گز
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں شامل ہونیوالے خدام کیلئے

ضروری ہدایات

۱۔ شامل ہونے والے خدام کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۴ء شام تک ایوان محمود ربوہ پہنچ جائیں۔

۲۔ قرآن کریم (بہتر ہو کہ تفسیر صغیر ہو) کاپیاں۔ پین پنسل، موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

۳۔ ہر نمائندہ کے پاس قائد مجلس کا تعارفی خط ہونا ضروری ہے جس میں خادم کے مکمل کوائف درج ہوں۔

۴۔ آنے والے خدام جن کے پاس سائیکل ہوں وہ ہمراہ لائیں تاکہ عملی پروگرام میں شرکت کرسکیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی

اکیسویں ۲۱ سالانہ تربیتی کلاس

۱۹ شہادت/اپریل تا ۳ ہجرت/مئی ۱۳۵۳ ہش ۱۹۷۴ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام امسال سالانہ تربیتی کلاس مورخہ ۱۹ اپریل تا ۳ مئی ۱۹۷۴ء ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ بمطابق ارشاد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کلاس میں ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔ خدام یہ پندرہ دن مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پاکیزہ ماحول میں گزاریں گے۔ قرآن کریم، حدیث، فقہ، عقائد، عربی بول چال کے علوم براہ راست علمائے سلسلہ سے سیکھ سکیں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات اور حضور کے زندگی بخش کلمات سے مستفیض ہو سکیں گے۔

قائدین کرام بھرپور جدوجہد کرکے زیادہ سے زیادہ خدام کلاس میں بھجوائیں۔ ایسے خدام کو بھجوانے کے لئے خاص طور پر کوشش کی جائے جو اس سے قبل اس کلاس سے مستفید نہ ہو سکے ہوں۔ نیز امسال میٹرک کا امتحان دینے والے خدام کو خصوصی تحریک کی جائے۔

خوراک اور رہائش کا انتظام بذمہ مرکز ہوگا۔!

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مکرم انجنیئر حسین افضل ملک صاحب ۔ لاہور

اڑھائی کروڑ روپے

جلسہ سالانہ پر سردی تو خیر ہوتی ہی ہے لیکن یہ دھند اور کہر ایک نئی سی بات تھی ۔ ہوا یوں کہ اس مرتبہ جلسہ سالانہ پر لوگ تو آنے ہی تھے کیونکہ پروانوں کو کوئی روک نہیں سکتا لیکن دھند اور کہر بھی چلی آئی ۔ اس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ بھی احمدی ہو گئی ہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ تو پہلے ہی پیدائشی احمدی ہے ۔ فطرت کے مظاہر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں لہذا ان پر بروزِ کامل کی اطاعت بھی تو لازمی ہے ۔ چنانچہ یہی نتیجہ نکلا کہ امسال دھند اور کہر بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں میں شامل رہی اور اس نے جلسہ بھی پورا سنا خاص کر صبح کے اجلاس میں تو ایک مرتبہ بھی غیر حاضر نہیں ہوئی ۔

اس دفعہ ہر شخص ہی انتظار کی کیفیت میں تھا اور وہ انتظار تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے ایک منصوبے کے اعلان کا ۔ لوگ مختلف انداز سے قیاس آرائیاں کر رہے تھے اور آتشِ شوق بھڑک رہی تھی ۔ حضور نے بھی اس چیز کو مہمیز کیا تھا اور ہر شخص جلسہ کی آخری تقریر کا منتظر تھا ۔ حضور تشریف لائے اور فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی ۔ حضور نے خطاب شروع فرمایا اور سوا لاکھ سے زائد پروانے شمع کی روشنی سے فیضیاب ہونے شروع ہوئے ۔ حضور نے جشن صد سالہ کا ذکر فرمایا اور ایک ہمہ گیر منصوبے کا اعلان فرمایا جس پر عمل کر کے احمدیت نے ان آنے والے سولہ سالوں میں کفر پر ایک شدید اور کاری ضرب لگانی ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ کفر ہمیشہ کے لئے اپنی قوتیں کھو بیٹھے گا اور اس عالمگیر انقلاب کا ایک حصہ مکمل ہو جائیگا جس کے بعد اس آسمان کے نیچے صرف ایک خدا کا نام گونجے گا اور زمین کے ہر گوشے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے سوا اور کوئی نام نہ ہوگا اور صرف ایک کتاب ہوگی یعنی قرآن اور صرف ایک شاہراہ یعنی شاہراہِ اسلام جس پر چل کر انسان اپنی نجات حاصل کرے گا ۔

حضور کا منصوبہ کیا تھا ؟ دنیا کی ساری قوموں اور ملکوں کو ایک ہی سطح پر لانے کا ایک نہایت ہی جامع اور قابلِ عمل پلان تھا ۔ اس کے لئے ہر رنگ نسل اور قوم کے احمدیوں کو مل جل کر کام کرنا تھا اور ایک ایسی عالمگیر برادری کی بنیاد ڈالنی تھی جو وطنیت اور علاقوں کے تعصبات سے بالا اور رنگ اور نسل کی

زنجیروں سے مبرّا ہو گی۔ بنی نوع انسان کو ایک ہی جھنڈے تلے جمع کرنے کا اعلان اور اس جانب واضح پیش قدمی اس منصوبے کی رُوح ہے۔ مختلف ملکوں میں نئے مشن قائم کرنا، افریقہ میں اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے لئے روشنی کے تین میناروں کی تعمیر، ایک سَو زبانوں میں احمدیت کا لٹریچر شائع کرنا اور ان کو پھیلانا، قرآن کریم کو ہر مشہور زبان میں اس زبان کے بولنے والے کے سامنے پیش کرنا تاکہ سعید روحیں اس آسمانی پانی سے اپنی ازلی پیاس کو دُور کر سکیں، روس کے ریڈیو سے بھی طاقتور ریڈیو کا قیام تاکہ اسلام کا پیغام ریڈیائی لہروں کے دوش پر بھی ہو اور تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ ماسکو کی آواز سب سے زیادہ بلند اور صاف نہیں ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سب سے زیادہ صاف اور بلند ہے اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، مختلف ملکوں میں ایسے پریس لگانا جو کہ سچائی کو گھر گھر پھیلانے میں ممد و معاون ہوں۔ مختلف ملکوں کے احمدی دوستوں کا آپس میں قلمی دوستی کرنا تاکہ فاصلے سمٹ جائیں اور محبت اور یگانگت کے جذبات میں اضافہ ہی ہوتا جائے اور تا دنیا دیکھے کہ وہ فاصلے جو گزوں اور میٹروں میں ماپے جاتے ہیں احمدی کو احمدی سے جدا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دونوں اسلام کے ایسے اٹوٹ رشتے میں منسلک ہیں جو فاصلوں کا پابند نہیں۔ غرضیکہ یہ تھیں وہ باتیں جو اس منصوبے کا اہم حصہ تھیں جو خدا کے خلیفہ نے اپنی بے جاں نثار اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے والی جماعت کے سامنے رکھیں اور جلسہ میں موجود ہر احمدی کا چہرہ چمک اٹھا کہ اسے پھر ایک قربانی کے لئے پکارا جا رہا ہے۔

جب حضور اس منصوبے کے مختلف مراحل بیان فرما چکے تو پھر انہوں نے اخراجات کا اندازہ لگایا اور جماعت کو کہا کہ اس عظیم منصوبہ کے لئے مالی قربانی کیلئے تیار ہو جائیں تاکہ خدا کی بات پوری ہو اور دُنیا دیکھ لے کہ اصل چیز مال نہیں ہیں بلکہ اصل چیز تو قربانی ہے اور وہ جذبہ جس کی توجیہہ کوئی مادہ پرست شخص نہیں کر سکتا۔ پھر حضور نے نہایت ہی عام طریق سے فرمایا کہ انہیں صرف اڑھائی کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ اور انہوں نے یہ مطالبہ اس انداز سے کیا جیسے مطالبہ اڑھائی روپے کا ہے اور ان کا یہ انداز کتنا حقیقت پسند اور کتنا درست تھا کیونکہ جاں نثاروں نے اس بڑی رقم کو اتنا ہی سمجھا جتنا کہ اڑھائی روپوں کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جب حضور نے یہ مطالبہ کیا تو فضا میں ایک لمحہ کے لئے سکوت سا چھا گیا۔ ہوائیں رُک گئیں کہ دیکھیں شمع احمدیت کے یہ پروانے کیا جواب دیتے ہیں۔ پرندے خاموش ہو گئے اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے۔ فرشتے چشم براہ ہو گئے، آسمان ساکت ہو گیا اور زمین سانس لیتی ہوئی معلوم دینے لگی۔ وہ ایک لمحہ جس میں ہر فرد نے ایک اجتماعی فیصلہ کرنا تھا کتنا مختصر تھا لیکن کتنا جامع۔ اپنی ماہیت کے لحاظ سے یہ لمحہ ازل سے رواں دواں وقت کا ایک ادنیٰ سا حصہ تھا لیکن اپنی کیفیت اور شدت

کے لحاظ سے یہ صدیوں پر بھاری تھا۔ اس ایک لمحہ میں جماعت نے وہ عالمگیر فیصلہ کیا جس کی ایک مادہ پرست شخص توقع نہیں کر سکتا۔ وہ لمحہ گزر گیا نعرہ ہائے تکبیر آسمان کی خبر لانے لگے۔ کائنات میں شور مچ گیا اور فرشتے ایک مرتبہ پھر انسان کے آگے جھک گئے۔ وہ انسان جسے خدا نے بنایا اور اسے نیکی اور بدی کی قوتیں اور سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں دیں۔

میرے بائیں طرف بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا "صرف اڑھائی کروڑ روپے" اور اٹھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ میرے دائیں جانب بیٹھے ہوئے ایک بزرگ نے ایک عجیب ہی شانِ استغناء سے فرمایا "یہ تو ہو گئے" اور احمدیت زندہ باد کی ندا دی یوں لگتا تھا جیسے ایک بڑی فوج کو کسی جگہ حملہ کا حکم ہو چکا اور اب فوجی اپنے اپنے ہتھیار سنبھال رہے ہیں۔ اور واقعی فضا میں ہتھیاروں کے آپس میں ٹکرانے اور صفیں درست ہونے کی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔ اللہ۔ اللہ! کیا جذبہ تھا جو کہ اس وقت دیکھنے میں آیا اور کیسی وہ چمک تھی جو ہر شخص کے چہرے پر تھی۔ نور ہی نور ہو گیا۔ تاریکیاں چھٹ گئیں اور اندھیرے نے دم توڑ دیا ـــــ اور جب حضور نے اعلان فرمایا کہ جماعتِ انگلستان نے ایک کروڑ روپے کا وعدہ کر دیا ہے تو ایک مرتبہ پھر فرشتے کانپ اٹھے کہ یہ انسان کیا چیز ہے۔ اور لوگ کہنے لگے کہ باقی کیا بچا۔ تب حضور نے جواب دیا کہ انہیں امید ہے کہ سولہ سال میں جماعت اڑھائی کروڑ کی

بجائے پانچ کروڑ روپے کی نذر گزارے گی۔ اور حضور کی یہ بات سُن کر میں نے سوچا کہ انشاء اللہ یہ بات بھی اسی طرح پوری ہو گی اور مجھے اس بات پر اتنا یقین ہے جتنا کہ اس پر کہ ایک دن ہم نے اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔

ـــــ اور تب میں نے سوچا کہ کیا خلیفہ اور جماعت کو کوئی شخص دو وجود کہہ سکتا ہے۔ اگر یہ دو وجود ہوتے تو یہ جذبہ اور مثالی اور نظارہ دیکھنے میں نہ آتا۔ خدا کا ایک نامزد کردہ بندہ خلیفہ کی حیثیت سے ایک قربانی کا مطالبہ کرتا ہے اور پھر جماعت کی حیثیت سے اس مطالبہ کو پورا کرتا ہے اور یہ دو چیزیں دو نہیں بلکہ ایک ہی۔ خلیفہ کا وجود اُٹھتا ہے اور جماعت کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیتا ہے جیسے مرغی اپنے چوزوں کو پناہ دیتی ہے اور جماعت کا وجود خلیفہ کے وجود میں تحلیل ہو جاتا ہے اور وہ سچائی جنم لیتی ہے جو انسان کو اس کا مقصدِ حیات سمجھاتی ہے اور اسے اپنے رب کے ساتھ ملاتی ہے ـــــ پس میں بھی اپنے وجود کو چھوڑتا ہوں اور اپنی انفرادیت جماعت کے سپرد کرتا ہوں اور اس طرح خلیفہ کے وجود کا ایک حصہ بن جاتا ہوں اور اس سچائی کا طالب ہوتا ہوں جو ہماری نجات اور سکون کا ایک ہی ذریعہ ہے!

مکرم طارق احمد صاحب بٹ
کراچی

معلومات

براعظموں کے نام کیسے رکھے گئے؟

اکثر لوگوں کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ آخر براعظموں کے نام کس طرح وجود میں آئے؟ آیا یہ نام اُن کا پہلے سے تھا یا کہ کسی خاص وجہ سے یا کوئی واقعہ ان کے وجود میں آنے کا سبب بنا؟ ان متعدد سوالات کا جواب اِس مضمون کو اچھی طرح پڑھنے سے مل سکتا ہے۔

جہاں تک ایشیا، یورپ اور افریقہ کا تعلق ہے، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس مقام پر یہ تینوں براعظم ملتے ہیں وہ انسانی تہذیب و تمدن کا قدیم گہوارہ رہا ہے۔ چنانچہ ان براعظموں کے نام بھی گرد و نواح میں بسنے والی اقوام کے مرہونِ منت ہیں۔ یہ الفاظ شروع شروع میں کسی خاص مقصد یا مقامی علاقوں کے لئے استعمال کئے گئے اور بعد میں رواج پا کر عام ہو گئے۔ یونانیوں نے بھی یہی نام اپنا لیے اور ایفیسس (EPHESUS) اور یونان کے گرد و نواح آباد علاقوں کو انہی ناموں سے پکارنے لگے۔

اس سلسلے میں جو تحقیقات کی گئی ہیں انکے مطابق اس زمانے میں دو علاقائی الفاظ بکثرت استعمال ہوتے تھے۔ یہ الفاظ آسو (ASU) یعنی خطۂ طلوعِ آفتاب اور ارب (IRIB) یا عرب بامعنی خطۂ سیاہ یا خطۂ غروبِ آفتاب تھے۔ غالباً انہی دو الفاظ کو یونانیوں نے اپنا کر موجودہ شکل میں پیش کیا۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جہاں موجودہ ایفیسس اور یونان واقع ہیں ان کے مشرق اور مغرب میں جغرافیائی لحاظ سے خطۂ طلوعِ آفتاب یعنی ایفیسس اور خطۂ غروبِ آفتاب (EREB) واقع ہیں۔ ان دونوں خطوں میں ثقافتی اور جغرافیائی تضاد کیا جاتا ہے۔

جہاں تک لفظ یورپ کا تعلق ہے اس کا سب سے پہلے استعمال ہومر شاعر کی نظموں میں ملتا ہے۔ یہ نظمیں دیوتا اپالو کے حضور پیش کی گئی تھیں اور ان میں یورپ سے مراد کوئی براعظم

نہ تھا، بلکہ جزائر یونان کے بالمقابل خطۂ زمین سے تھا۔ دوسری طرف ایشیا و یورپ کا استعمال پانچ سو برس قبل مسیح مشہور یونانی افسانہ نگار ایسچیلیس (AESCHYLUS) کی تحریروں میں ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا اور یورپ کے موجودہ الفاظ ایشیائی قوموں سے حاصل کئے گئے اور بعد میں یونانیوں نے انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیا۔

افریقہ کے متعلق مختلف نظریات ہیں۔ ایک خیال یہ ہے کہ افریقہ کا لفظ یونانی لفظ افریزو (AFRIZO) سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنے "جھاگ کی چٹانوں" کے ہیں۔ اس لفظ سے یونانیوں کی مراد ساحلِ لیبیا اور مصر ہوا کرتا تھا۔ ایک عام خیال یہ بھی ہے کہ افریقہ کا لفظ ایک بربر قبیلہ افریک یا افریق سے لیا گیا ہے جو تیونس کے ایک گوشے میں اس زمانے میں آباد تھا۔ جب اس براعظم کا بیشتر حصہ معلوم نہ تھا یا اس کی وسعت کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سولہ سو سال قبل مسیح ساحلِ بربر پر قدیم افریقی باشندے آباد تھے جن کا نام عربوں نے افریک رکھا تھا۔ چنانچہ اُن کا نام افریقیہ پڑ گیا۔ بعد میں رومیوں نے اسی لفظ کو اپنا لیا اور آہستہ آہستہ پورے براعظم کے لئے افریقہ کا نام استعمال کیا جانے لگا۔

امریکہ (شمالی و جنوبی)۔ اس کے متعلق بڑے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ کا موجودہ نام کولمبس کے ایک ہمسفر جہازران امریگو ویسپوچی (Amerigo Vespucci) کے نام پر رکھا گیا تھا جو شمالی امریکہ پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔

آسٹریلیا۔ انگریزی زبان میں آسٹر (AUSTER) کے معنی جنوبی ہواؤں کے ہیں۔ شروع شروع میں جب یہ براعظم دریافت نہ ہوا تھا تو یونانیوں اور دیگر یورپی اقوام کا خیال تھا کہ زمین کے جنوبی خطہ میں ضرور کوئی علاقہ ہوگا۔ اسے انہوں نے آسٹرلز (AUSTRALIS) کے فرضی نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ جب یہ براعظم دریافت ہوا تو قدرتی طور پر اسے جو نام دیا گیا وہ فرضی ناموں کا نتیجہ تھا۔

انٹارکٹیکا۔ یہ اُس خطۂ زمین اور سمندروں کا نام ہے جو قطب جنوبی میں واقع ہے۔ یونانیوں نے اس خطہ کو نام بخشا۔ ان کے مطابق کائنات میں دبِّ اکبر شمالی کے عین بالمقابل ستاروں کی جھرمٹ ہوگی جس کے عین نیچے زمین پر کوئی خطہ موجود ہوگا۔ اس خطہ کا فرضی نام انٹارکٹیکا رکھا گیا۔ اس کے یونانی زبان میں معنی دبِّ اکبر شمال کے بالمقابل واقع خطہ کے ہیں ⁂

خالد کی توسیعِ اشاعت کے ذریعہ ادارہ سے تعاون کیجئے!

اجلاسات حلقہ جات مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور

حلقہ فیکٹری ایریا :-

حلقہ فیکٹری ایریا جو کہ شہر سے ۱½ میل دُور ہے مورخہ ۷۴/۲/۱۶ کو خدام کا نماز فجر کے بعد مختصر اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور درس قرآن کریم کے بعد مکرم و محترم میاں مبارک احمد صاحب قائد مجلس نے تمام احباب کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کو گزشتہ ایک ہفتہ سے مکرم محمد یونس صاحب بھٹی نائب قائد دوم ۳ میل سے آکر روزانہ صبح کی نماز کے وقت بیدار کرتے رہے ہیں اب آپ کو چاہیئے کہ خود نماز فجر کیلئے مسجد میں آیا کریں۔ مکرم قائد صاحب نے حاضری دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد مکرم قائد صاحب نے تحریکات فرمائیں۔ نماز باجماعت کی ادائیگی، چندہ کی ادائیگی، مقامی امتحان، اجتماعی وقارِ عمل اور سائیکل سفر وغیرہ۔ اس کے بعد مکرم قائد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں آپس میں پیار و محبت سے رہنے کی تاکید فرمائی۔ حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے ۹۰ فیصد تھی۔ دُعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

حلقہ طارق آباد :-

حلقہ طارق آباد جو کہ شہر سے ۳½ میل دُور واقع ہے مورخہ ۷۴/۲/۱۸ کو حلقہ کا ماہانہ اجلاس ہوا۔ جس میں مکرم مظفر احمد صاحب منصور قائد سوم نے تلاوتِ قرآن پاک کے بعد تربیتِ اولاد کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے احباب کو اس طرف توجہ دلائی کہ جماعت کی ترقی کا انحصار ہی آئندہ نسل کی صحیح تربیت پر ہے لہٰذا اپنے بچوں کو اس گندے ماحول سے بچا کر رکھنا چاہیئے۔

تحریکات مکرم مبشر احمد صاحب مبشر نائب قائد اول نے کیں۔ جس میں وقارِ عمل، چندہ، مقامی امتحان اور مطالعہ کتب کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد مجلس نے احباب کو نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی کہ مرکزِ نماز کو ہر لحاظ سے آباد کرنا چاہیئے۔ اپنے بچوں اور سست خدام کو نمازوں کیلئے لانا چاہیئے۔ آخر میں مکرم صدر صاحب حلقہ نے جملہ امور کو صحیح طور پر نبھانے کا وعدہ فرمایا اور حلقہ کی صحیح تربیت کا پروگرام بنانے کا یقین دلایا۔ دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

حلقہ اسلامیہ کالج :-

حلقہ اسلامیہ کالج جو کہ شہر سے ۲½ میل دور ہے مورخہ ۷۴/۲/۲۰ کو نماز عشاء کے بعد اجلاس ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب مبشر نائب قائد اول نے تحریکات کیں۔ مکرم میاں نیاز احمد

صاحب نے نماز باجماعت کے فوائد سے خدام کو آگاہ کیا۔

صدارتی خطاب میں مکرم محمد یونس صاحب بھٹی نائب قائد دوم نے نمازوں کی حاضری کی طرف توجہ دلائی۔ جس پر سب احباب حلقہ نے حاضری کو بڑھانے کا یقین دلایا۔

دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

حاضری ۸۰ فیصد رہی۔

داؤد احمد شاکر

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور

خلافت جوبلی علَم انعامی

اور

مجالس خدام الاحمدیہ

نوٹ :- رسالہ خالد ماہ جنوری ۱۹۷۴ء میں علَم انعامی حاصل کرنے والی مجالس کی جو فہرست چھپی ہے اس میں بعض اندراجات غلط تھے۔ احباب اس فہرست کے مطابق تصحیح فرمالیں اور پہلی شائع شدہ فہرستوں کی بجائے اسے سند سمجھا جائے :-

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۱۹۳۹ء مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)
۱۹۴۰ء " " گوجرانوالہ
۱۹۴۱ء " " چک ۹۹ شمالی سرگودھا
۱۹۴۲ء " " دارالرحمت قادیان
۱۹۴۳ء " " لاہور
۱۹۴۴ء " " دارالبرکات قادیان
۱۹۴۵ء " " حلقہ مسجد مبارک قادیان
۱۹۴۶ء " " کراچی
۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۱ء کسی مجلس کو نہیں دیا گیا
۱۹۵۲ء مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی
۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۸ء مجلس خدام الاحمدیہ کراچی
۱۹۵۹ء مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی
۱۹۶۰ء " " راولپنڈی

۱۹۶۱ء مجلس خدام الاحمدیہ کراچی
۱۹۶۲ء " " لائل پور
۱۹۶۳ء " " کراچی
۱۹۶۴ء " " ربوہ
۱۹۶۵ء " " ربوہ
۱۹۶۶ء " " ربوہ
۱۹۶۷ء " " لائل پور
۱۹۶۸ء " " لائل پور
۱۹۶۹ء " " ڈرگ روڈ کراچی و لائلپور
۱۹۷۰ء " " ڈرگ روڈ کراچی
۱۹۷۱ء " " لائل پور
۱۹۷۲ء " " ماڈل ٹاؤن لاہور
۱۹۷۳ء " " سوسائٹی کراچی

مکرم عبدالرشید صاحب غنی ایم۔ایس سی
ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس

تربیت کا سنہری موقعہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام اکیسویں سالانہ تربیتی کلاس ۱۹ شہادت/اپریل سے ۲۱ ہجرت/مئی تک منعقد ہو رہی ہے۔ اس طرح ایکبار پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے مرکز سلسلہ میں جمع ہو کر سلسلہ عالیہ کے علماء کرام سے قرآن مجید اور دیگر دینی علوم سیکھنے، بزرگوں سے ملنے ملانے اور سب سے بڑھ کر اپنے پیارے امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت اور آپ کے کلمات طیبات سننے کی سعادت حاصل ہو سکے گی۔ اسلئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ تمام مجالس سے اس کلاس پر نمائندگی ہو اور زیادہ سے زیادہ خدام اس میں شامل ہوں۔ نمائندگی مجالس کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"بلا استثنا ر تمام مجالس خدام الاحمدیہ کی نمائندگی لازمی ہے۔"

اسی طرح ۱۹۷۱ء کی تربیتی کلاس کی افتتاحی تقریب کے موقعہ پر جبکہ ۲۶۵ مجالس نے اس کلاس میں نمائندگی کی، حضور نے فرمایا:-

"۲۶۵ مجالس کی تعداد کی شمولیت بھی میرے لئے تسلی کا باعث نہیں۔ مغربی پاکستان میں ۷۰۴ مجالس ہیں انکے تو سب نمائندے آنے چاہئیں۔"

(خالد وفا ۱۹۷۱ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان مندرجہ بالا دو ارشادات کی روشنی میں ہماری ذمہ واری اور بھی بڑھ جاتی ہے اور ہمیں اس کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہیئے کہ تمام مجالس کی نمائندگی ہو اور اپنی اپنی مجلس سے ایک یا ایک سے زیادہ نمائندے ضرور شامل ہوں۔ میٹرک کے امتحان سے فارغ ہونے والے طلباء کے لئے ایک نادر اور زریں موقعہ ہے۔ ایسے طلباء کے والدین اور سرپرستوں کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو ان پندرہ روز کے لئے ضرور مرکز میں بھجوائیں تاکہ وہ اس کلاس کے دور رس فوائد سے مستفید ہو سکیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کلاس میں شمولیت کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہر سال مرکز کی طرف سے باہر سے آنے والے خدام کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور

ہر جماعت کو مجبور کیا جائے کہ
وہ اپنا ایک ایک نمائندہ یہاں
تعلیم حاصل کرنے کے لئے
بھیجے۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۲۴۲)

پس حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے تحت ہر جماعت پابند ہے کہ وہ اپنا ایک نمائندہ اس کلاس پر ضرور بھجوائے۔ تاکہ نمائندگی ۱۰۰ فیصد ہو سکے۔

اس کلاس کے پروگرام کو دیکھنے سے یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہر وہ خادم جو اس میں خلوصِ نیت سے شامل ہوتا ہے وہ اپنے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی مجلس اور جماعت کے لئے ایک قیمتی وجود بن جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا علم اور اس کے مطابق عمل ہی خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی ضمانت ہے اور اس کلاس میں اس کے حصول زریں عمدہ مواقع میسر ہیں۔

دینی تعلیم اور تربیت کے ساتھ ساتھ اس کلاس میں صحتِ جسمانی کی طرف بھی پوری توجہ دی جاتی ہے۔ نماز تہجد با جماعت ادا کرنے کے بعد قرآن پاک احادیث کے درس ہوتے ہیں۔ پھر اجتماعی ورزش کروائی جاتی ہے۔ شام کو مختلف کھیلوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلووں سے محظوظ ہونے کی خاطر ایک دن صبح سیر کا مقابلہ کرایا جاتا ہے۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے طلبہ کی تعلیم، تربیت اور صحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔

پچھلے سال سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کلاس کے لئے سائیکل سفر اور ایک خصوصی دلچسپ عملی پروگرام کا بھی ارشاد فرمایا ہے جس پر انشاء اللہ امسال بھی عمل ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کلاس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

قائدین علاقہ و اضلاع کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ اور ضلع کا پورا دورہ فرماویں اور اپنے اضلاع کی ہر مجلس کی نمائندگی کروائیں۔ اور مرکز کو مجلس وار فوری طور پر مطلع فرماویں کہ کتنے خدام اس کلاس میں شرکت کر رہے ہیں۔ اسی طرح قائدین مقامی کو ہدایت ہے کہ وہ اپنی مجلس کی نمائندگی ضرور کروائیں۔ یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک تاکیدی ارشاد ہے:۔

"بلا استثناء تمام مجالس ہائے
خدام الاحمدیہ کی نمائندگی
لازمی ہے۔"

حضور کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اس کلاس میں شمولیت کرنے والے خدام کے نام اور تعداد سے فوری طور پر مرکز کو مطلع فرماویں تاکہ انتظام اس کے مطابق کئے جا سکیں۔ +

اخبارِ مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور

مؤرخہ ۲ر جنوری مجلس کے ۵ خدام سائیکلوں پر تبلیغ کی غرض سے صبح ۱۰ بجے مسجد فضل سے روانہ ہوئے وفد کے ارکان درج ذیل ہیں:-

(۱) مکرم عبدالحمید صاحب زعیم حلقہ اسلامیہ کالج۔

(۲) مکرم نجیب اللہ صاحب زعیم حلقہ پیپلز کالونی۔

(۳) مکرم بشیر احمد صاحب نائب ناظم اصلاح و ارشاد۔

(۴) مکرم مظفر احمد صاحب منصور " " "

(۵) مکرم منصور احمد صاحب۔

خدام سائیکلوں پر سوار ہو کر ملت روڈ پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں ۱۵۰ افراد سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ راستہ میں ۱۴ افراد کو سائیکل پر بٹھا کر منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ ۲۴۶ افراد کو السلام علیکم کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ ۱۱۰ افراد کو لٹریچر دیا گیا۔

احمدیت کا پیغام، مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب میں آخری اتمام حجت، ہمارے عقائد، حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں، وفات مسیح، امن کا پیغام وغیرہ۔

جب غیر از جماعت لوگوں کو سائیکل پر بٹھایا جاتا تو اُن کو دورانِ سفر اپنے سائیکل سفر کی تفصیل بتائی جاتی۔ ہمارا مقصد صرف امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے لوگوں کو تبلیغ کرنا ہے تاکہ احمدیت کی آواز دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچ جائے۔ تاکہ سب لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے۔ ہمارا یہ پروگرام سن کر لوگ بہت خوش ہوتے اور جماعت کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ بعض لوگوں کا یہ تاثر تھا کہ یہ جماعت نہایت ہی امن پسند ہے شر پسند صرف اپنے مفاد کی خاطر اس جماعت کو نشانہ بناتے ہیں۔

خدام نے صبح ۱۰ بجے سے شام ۵ بجے تک ۳۰ میل سفر کیا۔ سائیکل پر ۲۵ میل۔ پیدل ۵ میل۔ خدام کا یہ پروگرام نہایت دلچسپ رہا۔

(داؤد احمد شاکر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور)

مجلس خدام الاحمدیہ شہر گوجرانوالہ

دورۂ لاہور

اخبار "الفضل" میں خدام نے یہ اعلان پڑھا کہ مؤرخہ ۲ر دسمبر ۱۹۷۳ء (بروز اتوار) مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے زیرِ اہتمام ایک یک روزہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے جس میں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے علاوہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی خطاب فرمائیں گے۔ اس پر فوراً یہ پروگرام

تھا کہ سائیکلوں کے ذریعہ گوجرانوالہ سے لاہور تک کا سفر کیا جائے اور اس اجلاس میں شرکت کی جائے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ اپنے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل ہو کہ خدام کو سائیکلوں پر لمبے سفروں کی خوب مشق کرنی چاہیئے۔ یہ ایک سنہری موقعہ تھا حضور کے ارشاد پر عمل کرنے کا جس کا دوہرا فائدہ یہ تھا کہ بزرگانِ سلسلہ کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقعہ بھی تھا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خدام پر مشتمل ایک قافلہ دعاؤں کے ساتھ مورخہ ۲ر دسمبر صبح تقریباً سوا چار بجے مسجد احمدیہ باغبانپورہ گوجرانوالہ سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

(۱) ملک محمود احمد قائد مقامی و امیر قافلہ (۲) سعید احمد صاحب معتمد مجلس مقامی (۳) ولی احمد صادق صاحب زعیم حلقہ باغبانپورہ (۴) صفی اللہ امینی صاحب ناظم اطفال۔ (۵) نعیم اللہ امینی صاحب ناظم امور طلباء (۶) ناصر احمد ساجد صاحب (۷) طاہر احمد صاحب۔

بسوئے اتفاق ابھی چار میل دور نہر کے پل کے پاس پہنچے تھے کہ سعید احمد صاحب اور ولی احمد صادق صاحب دونوں کے سائیکل خراب ہو گئے۔ رات کا وقت تھا مرمت کا انتظام بھی نہ ہو سکتا تھا اسلئے بادلِ نخواستہ ان خدام کو بس کے ذریعہ باقی سفر جاری رکھنا پڑا۔

باقی پانچوں خدام کا وفد اپنی منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں رہا۔ سردی بہت تھی لیکن چند میل کے سفر کے بعد ہی سائیکل کی ورزش کی وجہ سے سردی کا احساس نہ رہا۔ صفی اللہ امینی صاحب اور طاہر احمد تیز سائیکل چلاتے ہی اپنے ساتھیوں سے آگے نکل جاتے تھے۔ راستے میں سادھوکے کے مقام پر نماز فجر ادا کی گئی۔

راستہ بہت مزے سے کٹا۔ کوئی تکلیف نہ ہوئی البتہ نعیم اللہ امینی صاحب ایک جگہ گر گئے اور ان کی ٹانگ پر چوٹ آئی۔

سوا آٹھ بجے اس قافلہ کے تمام اراکین دریائے راوی کا پل پار کر کے لاہور کی حدود میں داخل ہو چکے تھے ایک سائیکل کی مرمت کروائی گئی اور نعیم اللہ امینی صاحب کو میو ہسپتال لیجا کر پٹی کروائی اور انہیں اینٹی ٹیٹنس ٹیکہ کروا دیا گیا۔

۹½ بجے کے قریب یہ قافلہ مسجد دارالذکر پہنچ گیا۔ یہاں ان کے دو ساتھی بھی ان سے مل گئے جو راستے میں بچھڑ گئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور خادم خالد محمود صاحب بھی ٹرین کے ذریعہ گوجرانوالہ سے اس اجلاس میں شرکت کے لئے وہاں پہنچ چکے تھے چنانچہ گوجرانوالہ کے آٹھ خدام نے اس بابرکت اجتماع میں شرکت کی۔ مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ کے خدام کے اس جذبہ کو بہت سراہا گیا۔ محترم ملک منور احمد صاحب جاوید قائد علاقائی نے گوجرانوالہ سے خدام کے سائیکلوں پر آنے کو اس اجلاس کی ایک خاص خصوصیت کا نام دیا اور اس امر کا اجلاس میں اعلان کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اپنے دستِ مبارک سے امیرِ قافلہ کو انعام دیا۔ اجلاس کے اختتام پر قافلہ کے ارکان کی محترم صدر صاحب اور مکرم قائد صاحب علاقائی کے ساتھ فوٹو کھینچی گئی۔ محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ نے

ان خدام کی اس طرح بھی حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ پیدل ربوہ پہنچ کر اگلے ہی روز اس جذبہ کی قدر دانی کا خط قائد مجلس کے نام لکھا۔ (ملک محمود احمد قائد مجلس)

مجالس خدام الاحمدیہ خیرپور ڈویژن

(۱) ۲۴ر جنوری ۱۹۷۴ء کو محمود ہال نوابشاہ میں مجلس مقامی کا اجلاس عام منعقد ہوا اور مختلف شعبہ جات کی بہتری کے لئے پروگرام پیش کئے گئے۔ ۲۳-۲۴-۲۵ر فروری کو ۲۴ گھنٹہ تربیتی کلاس۔ عہدیداران مجلس عاملہ کے روزانہ محمود ہال میں اپنے شعبہ جات کا دفتری کام کرنے کیلئے بعد نماز عشاء آنے کے متعلق اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ضرورت سکیموں سائیکل پر وقف عارضی کیلئے جانا، قلمی دوستی کیلئے حضرت اقدس کو ایڈریس بھجوانا، مضمون نویسی وغیرہ کیلئے پروگرام پیش کیا گیا۔ مجلس کیلئے دفتر کا قیام عنقریب بذریعہ وقار عمل معرض وجود میں لایا جائے گا۔

(۲) ۲۵ر جنوری ۱۹۷۴ء کو محمود ہال نوابشاہ میں علاقائی سطح پر مجلس عاملہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں قائدین اضلاع کے علاوہ ناظمین علاقہ نے بھی شرکت کی اور ۴ مقامات جمال پور، مہدی آباد، قمرآباد، نوابشاہ پر مارچ اور اپریل میں تربیتی کلاس کا پروگرام بنایا گیا۔ ہر سہ ماہی کو مجلس عاملہ (علاقہ) کا اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ ۲۷ر فروری کو قائدین مقامی و مجلس عاملہ (علاقائی) کا ہر اب پور میں ایک اجلاس کرنے کا فیصلہ ہوا۔ ۱۵ر جولائی سے یکم اگست تک ۲ روزہ علاقائی سطح پر رحمن آباد میں اجتماع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تربیتی کلاسز کیلئے ناظم تعلیم و تربیت (ضلع) قائد ضلع، نگران حلقہ جات کی ایک سب کمیٹی تشکیل کی گئی کہ وہ پروگرام بنائے۔ (معتمد علاقہ مجالس خدام الاحمدیہ خیرپور ڈویژن)

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور

استقبال سائیکل سوار خدام ربوہ:-

مورخہ ۱۱ر جنوری کو مرکز سے بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی کہ ربوہ سے سائیکل سوار خدام لائل پور آ رہے ہیں چنانچہ قائد صاحب نے عاملہ کی میٹنگ میں مہمان سائیکل سواروں کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں ڈیوٹیاں تقسیم کر دیں۔ مورخہ ۱۲ر جنوری کو مکرم نائب قائد اول خدام کے ساتھ ۲ بجے مسجد فضل میں استقبال کے لئے تشریف لے آئے۔ شام ۵ بجکر ۵۴ منٹ پر سائیکل سوار مسجد فضل پہنچے۔ مکرم نائب قائد صاحب اوّل نے ہر سائیکل سوار کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال کر خوش آمدید کہا۔ اسکے بعد مکرم قائد صاحب تشریف لے آئے۔ وہ تمام سائیکل سواروں سے ملے اور ان سے تعارف کیا۔ تمام سائیکل سواروں کی خاطر تواضع کی گئی۔

نماز تہجد باجماعت کا پروگرام:-

چونکہ حلقہ مسجد فضل کا نماز تہجد باجماعت کا پروگرام تھا خاکسار اور مکرم قائد صاحب دیگر ۲ اطفال سمیت رات مسجد میں مہمانوں کے پاس سوئے۔ مسجد فضل کے قریبی حلقوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ نماز تہجد مسجد فضل میں ادا کریں۔ چنانچہ مکرم و محترم مربی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ لائلپور نے نماز تہجد پڑھائی۔ اس موقعہ پر مختلف حلقوں کے خدام نے نماز تہجد ادا کی جو مسجد سے ۲-۳ میل کے فاصلے پر تھے۔ مثلاً سمن آباد۔ بٹالہ کالونی۔ زرعی یونیورسٹی۔ رضا آباد۔ جناح کالونی۔ فیکٹری ایریا۔

ناظمین کی ڈیوٹیاں لگائی گئی تھیں کہ وہ خدام کو جگا کر لائیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے باوجود شدید سردی کے خدام اور اطفال نہایت جوش و خروش سے نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ حاضری = خدام ۹۵۔ اطفال ۱۵ انصار ۱۲ تھی۔

اجلاس عام حلقہ مسجد فضل :۔

نماز تہجد کے بعد مکرم مربی صاحب کی زیر صدارت حلقہ مسجد فضل کا ماہانہ تربیتی اجلاس ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم رانا محمد عثمان خان صاحب ناظم تعلیم نے ماہ جنوری ۱۹۷۴ء کے لئے مرکز کی طرف سے مقرر کردہ کتاب برائے مطالعہ "دو تیرا جلسہ دعا" کا خلاصہ پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار داؤد احمد شاکر نے مرکزی اور مقامی تحریکات پیش کیں۔ خاص طور پر خدام کو اجتماعی وقار عمل اور اجلاس عام میں شمولیت کی تلقین کی۔ پھر مکرم میاں مبارک احمد صاحب نے خدام کو خلوص نیت اور جذبہ کے ساتھ کام کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد مکرم و محترم سید احمد صاحب اظہر مربی سلسلہ نے خدام کو نماز باجماعت اور جماعتی کاموں میں دلچسپی لینے کی تحریک فرمائی۔

نماز فجر۔ تربیتی اجلاس کے بعد مکرم و محترم مربی صاحب نے نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک کی اور تسبیح و تحمید کا ورد کیا۔

اجتماعی وقار عمل :۔

اسکے بعد اجتماعی وقار عمل منایا گیا۔ شہر سے ۲ میل دور بٹالہ کالونی میں ۲ گھنٹے کام کر کے سڑک کی تعمیر کی اور سڑک سے گندے پانی کے نکاس کیلئے سیمنٹ کے چار پائپ لگائے گئے۔ تقریباً ۵۰ فٹ لمبی ۴ فٹ چوڑی سڑک پر اڑھائی فٹ مٹی ڈالی گئی۔ اسکے علاوہ مین روڈ پر گندے پانی کے نکاس کا پائپ ٹوٹا ہوا تھا جسکی وجہ سے ۲ فٹ گہرا گڑھا پڑ گیا تھا۔ اس گڑھے کو اینٹوں سے بند کیا گیا۔

تمام خدام، اطفال اور انصار نے نہایت جوش اور تنظیم کا مظاہرہ کیا جس سے غیر از جماعت لوگ بہت متاثر ہوئے اور نوجوانوں کا بہت شکریہ ادا کیا۔ جماعت کی مساعی سے روشناس کرانے کے لئے مجلس کے دو بینرز لگائے گئے تھے۔ وقار عمل ختم ہونے کے بعد مکرم قائد صاحب ضلع نے خدام کو قطاروں میں کھڑا کر کے تربیتی اور تبلیغی رنگ میں خطاب فرمایا۔ اکثر غیر از جماعت دوست بھی سن رہے تھے کہ ہماری جماعت کے قیام کا مقصد اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہے۔ ربوہ سے آمدہ خدام نے بھی اس وقار عمل میں شرکت کی۔ حاضری: خدام ۱۲۵۔ اطفال ۱۵۔ انصار ۷ تھی۔

الوداعی پروگرام :۔

وقار عمل کے بعد مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد مجلس کے ہاں بٹالہ کالونی میں مرکز سے آمدہ سائیکل سواروں کے ناشتہ کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتے کے بعد تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب مبشر نائب قائد اول نے تمام سائیکل سواروں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کی تعمیل میں سائیکلوں پر سفر کر کے یہاں آئے اور ہمیں خدمت کا موقعہ دیا۔ میاں مبارک احمد صاحب قائد لائل پور نے بھی انکے جذبے کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد مکرم عبدالباری صاحب زعیم اور گروپ لیڈر سائیکل سوار نے جوابی رنگ میں مجلس کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد مکرم قائد صاحب نے دعا کرائی اور خدام کو دلی دعاؤں کے ساتھ ربوہ کی جانب روانہ کیا۔ (داؤد احمد شاکر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور)

شیزان

گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے

شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اکیسویں سالانہ تربیتی کلاس

۱۹ ؍شہادت (اپریل) تا ۳؍ہجرت (مئی) ۱۳۵۳ ہش / ۱۹۷۴ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام سالانہ تربیتی کلاس ۱۹ ؍شہادت (اپریل) تا ۳؍ہجرت (مئی) ۱۳۵۳ھ / ۱۹۷۴ء ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس کلاس میں ملک بھر کی تمام مجالس کی نمائندگی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لازمی قرار دی ہے۔

یہ پندرہ روز مرکزِ سلسلہ کے پاکیزہ ماحول میں گزارنے، قرآن کریم کے علوم سیکھنے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ علماءِ کرام سلسلہ سے براہِ راست دینی علوم حاصل کرنے اور حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور آپ کے کلمات طیبات سے مستفیض ہونے کا ایک نادر اور سنہری موقعہ ہے۔

قائدین حضرات ایسے خدام کو جو ابھی تک اس کلاس سے مستفید نہیں ہو سکے انکو بھجوانے کا انتظام فرماویں۔ نیز خصوصاً ایسے خدام کو جو ابھی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے ہوں۔

ھـــــدایات

۱۔ کلاس میں شمولیت کرنے والے احباب کیلئے ضروری ہے کہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۴ء کی شام تک ایوانِ محمود پہنچ جائیں۔
۲۔ قرآن کریم (بہتر ہو کہ تفسیر صغیر ہو)، کاپیاں، پین، پنسل اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
۳۔ نمائندہ ذمہ وار ہونا چاہیئے جسے مرکز کے وقار اور احترام کا پورا خیال ہو اور مجلس کی نیک نامی کا موجب ہو۔!
۴۔ قائد مجلس اپنے نمائندگان کو تعارفی خط دیکر بھجوائیں جس میں ان کے مکمل کوائف درج ہوں۔
۵۔ قائدِ مجلس شمولیت کرنے والے خدام کی تعداد اور ناموں سے مرکز کو بھی فوری طور پر مطلع فرمائے۔

عبدالرشید غنی

(ناظمِ اعلیٰ تربیتی کلاس)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گھوڑ دوڑ کے مقابلوں کے درمیان سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

احمدیہ سنٹرل مسجد لیگوس کی
پرانی عمارت کو پانچ گھنٹے متواتر
وقار عمل سے گرا دیا گیا
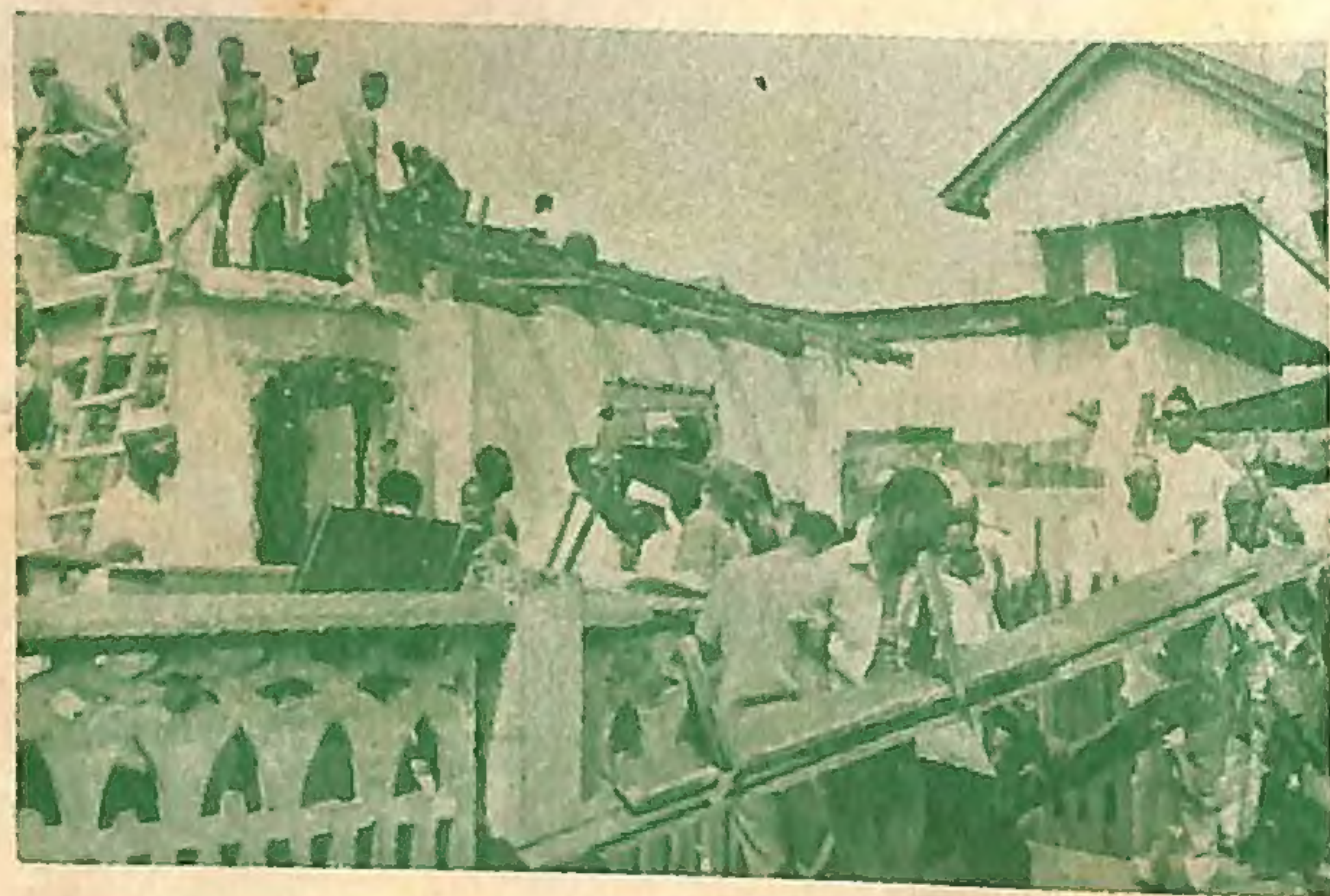
مسجد کی جگہ ہموار کرنیکے بعد
بنیادوں کی کھدائی کا کام وقار عمل
کے ذریعہ شروع ہے